فارقلیط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

انّ اللہ و ملٰئکتہٗ یصلّون علی
النبّیِ ○ یا ایّھا الّذین اٰمنوا
صلّوا علیہ و سلِموا تسلیما ○

فارقلیط

عبدالعزیز خالد

ایوان پبلشرز
۲ - فیض محمد فتح علی روڈ
پاکستان چوک
کراچی
فون : ۳۶۲۷۷

ابنِ خلیل و بنتِ اکبر

شاہ محمّد و فاطمہ ....

.... والد و والدہ

کے نام

ع نامِ ختمِ رسل ، انجیل میں ہے فارقلیط

و انا اطلب من الأب فیعطیکم فارقلیط

یوحنا ۱۴ : ۱۵ – ۱۶

موجودہ محرّف یونانی نام .... پیریکلیطاس

اصل .... پیریکلیوطاس (کما فی الانجیل بارناباس)

.... ستودہ ، احمد

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرآئیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشّراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد .... فلمّا جاءھم بالبیّنٰت قالوا ھٰذا سحرٌ مبین ○

القرآن ۶۱ : ۶

بار اوّل ———— جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ ھ
ستمبر ۱۹۶۴ ء

طابع ———— دین محمّدی پریس ، کراچی

ناشر ———— محمد انور سیٹھی
ایوان پبلشرز ، کراچی

قیمت ۔ آٹھ روپے

هیکل

صفحہ

بَلَغَ العُلیٰ بکمالہٖ

کَشَفَ الدجیٰ بجمالہٖ

حَسُنت جمیع خصالہٖ

صَلّوا علیہ و آلہٖ

پہلی کتاب



میں فرشِ زمیں ہوں تُو سقفِ سما ہے
میں سانسوں کا مہماں تُو موجِ ہوا ہے

قلمبند ہو کس طرح برگِ نَے سے
بیاں تیرے حسنِ گلو سوز کا ہے

شہنشاہِ لولاک و مولائے سِدرہ
تو میرے تخیّل سے بھی ماورا ہے

تری ذات فخرِ بنی نوعِ انساں
تو صلِّ علیٰ، خیرِ خلقِ خدا ہے

سُنی اُمِّ معبد سے تعریف تیری
بہت تجھ سے ملنے کو جی چاہتا ہے

دمِ گفتگو مُنہ سے کرنوں کی بارش
دہنِ مہرِ تاباں کو شرما رہا ہے

وسیمٌ قسیمٌ بِتَعیِنَیہِ دَعجٌ
اسے دیکھنا انشراح و شفا ہے

جو ربیعؓ سے تیرا پوچھا تو بولیں
سمجھ لو کہ مشرق سے دن چڑھ رہا ہے ۸

ترا چہرہ ـ مصحف کا زرکار ورقہ
تو قرآنِ ناطق نہیں ہے تو کیا ہے ؟

ہے چشمِ حیا دستگہ ـ نجمِ ثاقب
رخِ دلربا صبح کا کوکبہ ہے

کنارِ شفق میں لڑی موتیوں کی
گُلِ نو دمیدہ لبوں پر فدا ہے

ہے یہ سلکِ الماس و سمطِ لآلی
نہیں ۔ تیرے دانتوں کی موجِ ضیا ہے ۱۲

بوئے مشکِ اذفر بسی ہے بدن میں
ترا پیرہن قطعہ گلزار کا ہے

شہابی بدن زیب تن سرخ جوڑا
کنول آبِ شفّاف پر تیرتا ہے

تراشیدہ بُت کی طرح ، رشکِ مینا
درخشندہ گردن ہے یا آئنہ ہے

یہ برجستہ محراب و پیوستہ ابرو
تبا شیرِ فجر و بساطِ دُجلی ہے ۱۶

زہے اعتدالِ بیاض و ملاحت !
تجھے دلبری کا خزینہ ملا ہے

چلے تُو تو خوشبو چلے آگے آگے
بدستِ صبا مجمرِ غالیہ ہے

کھڑے ہیں سرِ راہ خوبانِ عالم
تری خاکِ پا ہے کہ مشکِ ختا ہے؟

۲

چمکتی ہے بجلی سی ابرِ سیہ میں
ترا چہرہ زلفوں میں لَو دے رہا ہے ۲۰

کریم السجیہ، جمیل الطویہ
تو خیر البریہ، شہِ انبیا ہے

ہے گنجینہ علمِ لدنّی کا سینہ
سرِ پُشت، نقشِ نبوت کھُدا ہے

طلیق اللسان، فصیح البیان
سخن سنج حیرت سے منہ تک رہا ہے

فصوص الحکم تیری پُرمغز باتیں
نہاں ان میں رمزِ دوام و بقا ہے ۲۴

نہ یہ قولِ شاعر نہ یہ قولِ کاہن
یہ میزان و معیارِ حسن و بہا ہے

دلآرام و رنگیں ، گُل افشان و شیریں
کلامِ گہربار بے ساختہ ہے

وہی تُو کہے جو خدا منہ میں ڈالے
ترا نطق روحِ روانِ خدا ہے

ہے ایجازِ کامل میں اعجازِ اکمل
تری گفتگو خوشبوئے ریختہ ہے ۲۸

خطیب ۔ الکن و دم بخود تیرے آگے
طلایہ ترا قُس بن ساعدہ ہے

ادیب آ کے طرز بیاں تجھ سے سیکھیں
سروشِ سخن ، شہر یارِ نوا ہے

ہے وجہِ مدوّر ۔ منیر و منوّر
نجومِ دراری میں کس کی ضیا ہے ؟

۳

یہی ہے چراغِ شبِ تار و تیرہ
نجانے پتنگوں سے کس نے کہا ہے ؟ ۳۲

سہی سروِ آزاد و ابریقِ فضّہ
تری ہر ادا دلکش و دلربا ہے

طلوعِ سحر کی طرح تیرا رویا
تو بدر الدجیٰ ہے تو شمس الضحیٰ ہے

نہ وسواسِ خنّاس و خوابِ پریشاں
جو حق الیقیں ہے وہی دیکھتا ہے

سیہ تاب زلفیں ' لٹیں گھنگھریالی
شکن بر شکن ہے گرہ در گرہ ہے ۳۶

یہ حبلِ متیں ہے کہ موئے معقّد
کہ مرغولۂ ریشمِ تافتہ ہے ؟

خمارِیں سیہ سرمگیں ' چشمِ رعنا
طبیعت مچلتی ہے ' دل جھومتا ہے

لپکتا ہے مژگاں سے خطِّ شعاعی
نگاہوں میں خورشید کا شعشعہ ہے

ان آنکھوں سے شرمندہ جزعِ یمانی
کوئی کُنْہ ان کی کہاں پا سکا ہے؟ ۳۰

ستاروں سی روشن، سمندر سی گہری
یہاں سانس غوّاص کا پھولتا ہے

سپیدی ہے چہرے کی مائل بہ سرخی
بدن لعل و مرمر میں گویا ڈھلا ہے

رُقیّقہ نے چاہا تھا یہ نُور لے لے
قُتیّلہ بھی آماجِ کام و ہوا ہے

قیامت ہے قامت کا شاداب مصرع
چنبیلی کے بوٹے پہ لالہ کھلا ہے

پکارا تجھے فاطمہ بنتِ مُر نے
کتاب اس نے دیکھی ہے وہ کاہنہ ہے ۳۴

تری آرزو نے کیا ناشکیبا
جمیل و حسیں ہے مگر پارسا ہے

کرے دل کا شکوہ ندیموں سے لیلیٰ
بتاؤ مجھے اس کو کیا ہو گیا ھے

نہ زینت سے رغبت نہ خواب و خورش سے
نجانے کس الجھیڑے میں مبتلا ھے ۴۸

یہ قلبِ سلیم اس کا پڑھتا ھے کلمہ
جس البیلے افعی نے اس کو ڈسا ھے

میں اس سے ملوں دودھ سے جیسے پانی
زباں کب مگر مستجاب الدعا ھے ؟

ستمگار ھے مطّلب کا نبیرہ
یہ قابیل خونریزیوں پر تُلا ھے

بتانِ سیہ چشم و شمشاد قد میں
یہی گفتگو ھے یہی تذکرہ ھے ۵۲

ھے خانہ براندازِ تدبیر و تمکیں
محبّت عجب خبط ھے مانیا ھے!

کشاکش خداوندی و بندگی کی
یہ سرمستی و ہوش کا معرکہ ہے

عذاری النواہد ہیں مفتون و شیدا
برابر کی ٹکّر ہے خوش عربدہ ہے

پدیدار ہیں چہرے بلقیس کے سے
یہ بکّہ ہے یارو کہ شہرِ سبا ہے ؟ ۵۶

یہ یاقوت و مرجان سی نازنینیں
عقیق اور عقیان جن پر فدا ہے

تھا معمار جس کا براہیم آذر
وہ وحدت کا گھر آج آذر کدہ ہے

سنو اے حسینانِ عنبر زوائب !
شماتت سے انس و تسلّی جدا ہے

رقابت ہے ناآشنائے قرابت
کہیں اشتراکِ محبّت ہؤا ہے ؟ ۶۰

دلِ خوں شدہ کا قصاص و دیّت کا
کبھی خوں بہائے تمّنا سنا ہے؟

امیدیں بضاعت ہیں بے دانشوں کی
جو طُولِ امل ہے وہ طُولِ بکا ہے

ملے گا نہ تم کو یہ لُولُوئے مکنوں
تمہاری رسائی سے یہ ماورا ہے

ہمیشہ نہ پورا ہو منشائے خاطر
قضا و قدر سے بشر ہارتا ہے ٦۴

عناصر ہیں گویا ملوک الطوائف
کہ حربِ فجار ان میں پیہم بپا ہے

ہے درکِ حقیقت سے ادراک عاجز
بجز خامشی، چارۂ کار کیا ہے؟

نہ سونپیں دُرِ شایگاں ہر صدف کو
حقیق اس کی زہرہ نگہ آمنہ ہے

نظر آرہے ہیں محلّاتِ بُصرای
یہ تارا ہے کیسا ، یہ کیسی ضیا ہے؟ ٦٨

ہؤا دارِ فانی سے سرتاج رخصت
تو یوں حُورِ مہجورہ نالہ سرا ہے:

"چھپا وادئی سنگ میں ابنِ ہاشم
مسافر سرا سے سفر کر گیا ہے

پکارا قضا نے تو بولا کہ حاضر!
یہ دل کب سے بیتابِ شوق لقا ہے

اٹھا لے گئے وہ سرِشام اس کو
جلیسوں کے کاندھوں پہ چڑھ کر گیا ہے ۷۹

سمایا وہ آغوشِ تنگِ لحد میں
جو پروردۂ وسعتِ بادیہ ہے

رہا اس کا دستِ بلند ، ابرِ باراں
ترحّم کے پیکر کو دل رو رہا ہے

کہیں جا[٦] کے لوٹے ہیں زائر اجل کے؟
مگر دل ہے نادان ہے ضد کر رہا ہے

کروں جا کے سعی[٨] و طوافِ مدینہ
مگر پاسِ ناموس زنجیرِ پا ہے ٦ـ

مرا لال ہے کوکبِ صبح مجھ کو
مرے چاند کے سامنے بدر[٨] کیا ہے؟

نہیں ہے خمیر اس کا دنیائے دُوں سے
کوئی کہ رہا تھا یہ روحِ خدا ہے"!





تجلّی سے چہرہ ترا ارغوانی
تو خورشیدِ روز و مہِ چار دَہ ہے

تری زلف ہے بدْر کے گرد ہالا
چکور آتشِ رشک میں جل رہا ہے

وقارِ سکوت اور حسنِ تکلّم
تجھے دینے والے نے کیا کیا دیا ہے

ٹپکتا ہے روغن تری رہگذر سے
ترا نقشِ پا کنجِ گلشن کدہ ہے

دیا نافۂ مشک، نافِ زمیں کو
تری گردِ رہ، عنبر و توتیا ہے

گزرگہ کے ذرّات ـ گو گردِ احمر
کفِ پا میں خاصیّتِ کیمیا ہے ۸۴

میں ہوتا تو وہ پاؤں دھو دھو کے پیتا
وہ مشروبِ رحمت ہے آبِ بقا ہے

نہیں نرم تر تیرے ہاتھوں سے ریشم
انَس کہ رہا ہے جو لمس آشنا ہے

تو کہتا تھا یا ذاالاُذُنَینْ جس کو
جو دس سال تک حاضری میں رہا ہے

کبھی مشک وعود اس طرح کا نہ سونگھا
پسینہ ہے تیرا کہ عطرِ حنا ہے ۸۸

طبیعت میں وہ قدرتی شرم جیسے
کہ پردہ نشیں کوئی ناکتخدا ہے

سرِ شاخِ گُل غنچہٗ ناشگفتہ
جو بادِ چمن سے بھی شرما رہا ہے

جو خندہ کرے دانت اولوں سے چمکیں
یہ صیقل ہے کیسا ، یہ کیسی جلا ہے ؟

قمیصِ موشّح میں بالا قدی کا
وہ عالم ہے ہمدم کہ دل جانتا ہے ! ۹۲

عمامہ تو ہے تاج اہلِ عرب کا
نظر خیرہ کُن صولت و دبدبہ ہے

ضلیع الفمِ ، اشکل العینِ ، ابیض
نہ تابِ نظارہ نہ تابِ ثنا ہے

ہے ضرب المثل ۔ خافض الطّرفِ ، اکحل
یہ اثمد کا سرمہ بھی کُحلِ دجیٰ ہے

ترا چہرہ جیسے کہ رخشندہ نیّر
جہاں محوِ راحت ہے تو جاگتا ہے ۹۶

حلیم و کریم و رشید و مسدّد
تو سیّاحِ دشتِ وراء الورا ہے

شہِ عرش فرسا و مفتاحِ رحمت
تو انجم مطاف و فلک مرتبہ ہے

امیرِ امم ، تاجدارِ دو عالم
تجھے بطلِ اعظم ، جہاں کہ رہا ہے

سراجِ منیر و ضحوک و مبشّر
تو پیغمبرِ رحمت و ملحمہ ہے ۱۰۰

ہمہ آیۂ نُور و خُلقِ مجسّم
تو محبوبِ یزدان و نورِ ہدا ہے

تُو محمود و حامد تُو مصدوق و صادق
تُو فخرِ انام و حبیب خدا ہے

تُو مسکین و زاہد تُو مشہود و شاہد
شفاعت کے منصب پہ فائز ہؤا ہے

رؤوف و رحیم و مطاع و مطاوع
مہاجر ہے خود کو مسافر کہا ہے ۱۰۴

خجستہ شیِم ' شاد و خود دار و خرّم
تو منزل شناس و سبل آشنا ہے

تری عقل ' بالغ تری رائے صائب
قِران ِ دل ِ گرم و ذہن ِ رسا ہے

صنادید ِ عالم ہیں تیرے ثناخواں
ترا اسوہ منشورِ مُلک ِ خدا ہے

نہ کاہن نہ شاعر نہ مجنوں نہ ساحر
فرستادۂ حضرت ِ کبریا ہے ۱۰۸

سحر کی طرح صادق الوعْد ہے تُو
جو ذمّہ لیا اس کو پورا کیا ہے

وکیل و کفیل ِ مہمّات ِ عالم
تو گیہاں خدیو اور گیتی کشا ہے

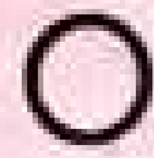
شجاع و شریف و حیادار و حازم
جہاں مقتدی اور تو مقتدا ہے

ہو کچھ بھی مگر لا ازیُم مکانی
کوئی ایسا سالار دیکھا سنا ہے؟ ۱۱۲

بآرام لیٹا ہے وحشت نہ دہشت
اجل سامنے ہے مگر ہنس رہا ہے

کبھی اس نے دیکھا نہ تھا ایسا منظر
اٹھا تُو تو غورث کھڑا کانپتا ہے!





○

نہ کیوں شیبۃ الحمد کا وصف لکھوں
کہ جس سے تجھے انسِ خاطر رہا ہے

وہ کعبے کا سادن وہ زمزم کا ساقی
جسے ساربانی نے سیّد کیا ہے ۱۱۶

گھرانے کا اعزاز: ندوہ ، سقایہ
رفادہ ، قیادہ ، حجاب و لوا ہے

رفیع العمادِ ، عظیم الرمادِ
طویل النجادِ ، سراپا سخا ہے

یمن کا جو شیدی ہوا حملہ آور
تو جوشیدہ مغز و برافروختہ ہے

کہا ابرھہ سے مرے اونٹ لوٹا
کہ دل کو غم و غصّہ اونٹا رہا ہے ۱۲۰

یہ گھر ہے خدا کا مجھے اس کا غم کیا
ترے زعمِ باطل میں وہ سو رہا ہے؟

ترے بعد مسروق بے دخل ہوگا
ترے خانوادے کا بس خاتمہ ہے

نکلتے ہیں قبضے سے غمدان و صنعاء
تجھے سنگِ اسود کا سودا ہؤا ہے

کنیسہ کو کعبہ بنانے کی دھن میں
تو اپنے سروبرگ کو بھولتا ہے ۱۲۴

گرانڈیل فیلانِ زنگی کا لشکر
دھواں دھار بادل ہے کالی گھٹا ہے

ابابیل نے آکے پھینکے جو کنکر
لگے جس طرح چارہ کھایا ہؤا ہے

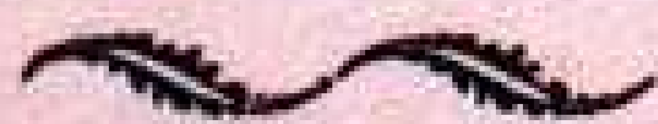
ہیں میدانِ ہیجا میں کشتوں کے پشتے
جہاں غلِ غپاڑا تھا سناّٹا ہے

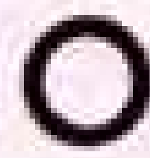
جو خر پاچہ قدرت سے جنگ آزما ہو
وہ ولگرد بہنانہ و شپّرہ ہے ۱۲۸

اگر کوئی دیکھے بہ چشمِ بصیرت
یہ دنیائے دوّار عبرت کی جا ہے

ادب گاہِ امّ القریٰ کو گرانے
ادھر صاحب الفیل اشرم چڑھا ہے

کمک لے کے نوشیروانِ عجم سے
ادھر سیف بن ذی یزن آرہا ہے !





تھا مابینِ سرگین و خون آبِ شیریں
جسے زمزم ام العرب نے کہا ہے ۱۳۲

کہیں طیّبہ، مضنونہ، بَرّہ اسی کو
کہ یہ بئر ینبوعِ آبِ بقا ہے

سنی خواب میں اس نے آوازِ ہاتف
تو مٹّی سے اس کو برآمد کیا ہے

یہ تھی جنّتِ گمشدہ پھر سے جس کو
زمانے سے لڑبھڑ کے واپس لیا ہے!





تو شیخ الاباطح کی آنکھوں کا تارا
تو بنتِ اسد کے لئے کہربا ہے ١٣٦

نسیمِ بہارِ ابوطالبی نے
تجھے گدگدایا ہے جُھولا دیا ہے

تو بنتِ وھب کی سہانی تمنّا
تو شہزادۂ برکہ و ثوبیہ ہے

بنی زھرہ کا تجھ سے چمکا ستارہ
سرِ ھاشمی شکر سے جُھک رہا ہے

وہ کوہِ سعیر اور وہ طورِ سینا
کوئی تجھ کو مشعل بکف ڈھونڈتا ہے ١٤٠

خداوند تیماں و فاراں میں آ کر
مقیمِ مضافاتِ شعب و صفا ھے

ترے منتظر تھے یہ دشت و دمن ، تُو
براھیمِ[8] بیدار دل کی دعا ھے

کلیم[9] و حبقّوق[10] و حجّی[11] کا مژدہ
تو موضوعِ فکرِ ھر اھلِ نوا ھے

سلیماں[12] پڑھتا ھے تسبیح تیری
ندیموں نے پوچھا تو نغمہ سرا ھے : ۱۴۴

"ھے سرخ و سفید ، اڑیو! محبوب میرا
ھزاروں کے مجمع میں رونق فزا ھے

زرِ ناب و خالص ھے گویا سر اس کا
چمکدار ھیرے سی جس میں ضیا ھے

کھجوروں کی شاخوں سی زلفِ چلیپا
غراب و دخاں ، سنبل و سنبلہ ھے

لبِ جوئبارے کبوتر ہیں بیٹھے
ان آنکھوں کے دریا میں دل ڈوبتا ہے ۱۴۸

نگینے جڑے ہیں کہ ہیں دانت اس کے
انہیں دودھ مل مل کے دھویا گیا ہے

ہیں بلسان کی کیاریاں اس کے عارض
مہک اٹھ رہی ہے نشہ چھا رہا ہے

ہیں سوسن سے لب ، مُر ٹپکتا ہے جن سے
عجب ان کا لہجہ ، عجب لقلقہ ہے !

وہ ترشے ہوئے صندلیں ہاتھ اس کے
طلائی کڑے میں زبرجد جڑا ہے ۱۵۲

کڑھے عاج پر پھول نیلم کے گویا
وہ سینہ نہیں شاہکارِ خدا ہے

ستون سنگِ مرمر کے ہیں اس کی ٹانگیں
جو کندن کے پایوں پہ سیدھا کھڑا ہے

فسوں کار صورت ہے لبنان کی سی
اسے دیوداروں نے سجدہ کیا ہے

ہے منہ اس کا شہد و شکر سے بھی شیریں
۱۵۶ بدن عشق انگیز و ارمان زا ہے

سراپا ستودہ ، سراپا محمدؐ !
کسے اس کی توصیف کا حوصلہ ہے ؟

سنا تم نے صیہون کی گلعذارو !
وہ پیارا ہے میرا، مرا دلربا ہے" !

"کہوں کس سے دکھ بِرہ ہے چین وَیری
قمارِ محبت میں دل ہر گیا ہے

میں شبدوں کی پیاسی میں چرنوں کی داسی
۱۶۰ تری جستجو مجھ کو صبح و مسا ہے

نشیلے کنول ، نین کجرالے تیرے
چھپا کر نظر دل تجھے دیکھتا ہے

میں جوگن بروگن میں کملی کمینی
تو سرتاج میرا ، مرا دیوتا ہے

کوئی میرے سانول سا بن کر دکھائے
فقط روپ ریکھا پہ کیا اینڈتا ہے!

وہ میرا مہاراج ، پربھو ، گسائیں!
سلونا ہے سجدار ہے سانولا ہے ۱۶۴

تو دیپک میں کاجل تو درپن میں سیسہ
میں کالک تو پربھات کی لالما ہے

میں لوہا تو پارس میں کنکر تو ہیرا
میں مٹّی کی گڑیا تو ابر و ہوا ہے

رہوں رات دن میں ترے سنگ ، سیّاں!
مری روشنی ہے تُو میرا دِیا ہے

تُو ساجن سوامی میں باندی بیاکل
میں مورکھ نمانی تُو گُن ہے کلا ہے ۱۶۸

گُرو دیو چیلی کا سنجوگ کیسا ؟
میں دھرتی تُو امبر میں کیا ہوں تُو کیا ہے !

بسا ہے تُو جس دن سے من کے نگر میں
مرے من کا اس دن سے پٹ کُھل گیا ہے

بھبھوت انگ پر ہے گلے مرگ چھالا
یہ خلعت محبّت کی سرکار کا ہے

کٹیں تارے گن گن کے برھن کی راتیں
پلنگ اس کا ناگن سا لہرا رہا ہے ۱۷۲

سلگتی ہے دل میں برہ کی جوالا
ترے بن یہ جیون اگن ہے چتا ہے

ٹپکتی ہیں بوندیں ڈھلکتے ہیں آنسو
ابھاگن کے ساتھ آسماں رو رہا ہے

میں نسدن پریتم کے درشن کو ترسوں
مری ہر سحر شامگاہِ عزا ہے

ملے تُو تو گاؤوں میں آنند منگل
تسلّی دھندہِ تجھے ہی کہا ہے ١٧٦

سنو تو سناؤں میں جیون کہانی
کلپنے کا قصّہ کڑھن کی کتھا ہے

کرے ارج رو رو کے ابلا دوانی
جوانی جواں مرگ کا مرثیہ ہے

پپیہے نے پی کی سنائی جو بانی
تو سینے میں دیپک سا روشن ھؤا ہے

اَمر بیل سینچی ہے پریم آنسوؤں سے
میں ساقن تری تو مرا باغچہ ہے ١٨٠

ملے تو سکھی پیجئے نینی رس
یہ نوشاب ہے سوم رس ہے سدھا ہے

ترے پاس آؤں میں کس طرح بالم
غرورِ محبت مجھے روکتا ہے

کبھی کھیلیں آپس میں ہم گوپ لیلا
یہی کلپنا ہے یہی کامنا ہے

جو گوکل میں گوبند سے پھاگ کھیلے
وہ نرلاج ناری نہیں اپسرا ہے ۱۸۴

تو چندا میں رجنی تو ساجن میں سجنی
میں چیری ہوں تیری تو میرا پیا ہے

وہ انیارے رتنارے متوارے نیناں
جنھوں نے مرے دل پہ جادو کیا ہے

انوٹھے انیندے چھبیلے رسیلے
پپوٹوں میں مدھ شالہ ہے میکدہ ہے

کچھ آنکھیں ہیں مستانی کچھ ڈورے سُوہے
جوانی کا رس جَس دوبالا ہؤا ہے ۱۸۸

مرا ڈھول دیکھا کہیں تم نے سیّو؟
وہ چت چور نٹ کھٹ جگت آشنا ہے

وہ بانکا سجیلا ہے ریشم کا لچّھا
لجیلی ہنسی سے وہ من موہتا ہے

مرا چھیل چندر بدن مرگ لوچن
کہاں اس سا جگ میں کوئی دوسرا ہے ؟

ہوئی شمع روشن تو پروانے جاگے
یہ دل کی لگن قوّتِ ملہمہ ہے ۱۹۲

یہ تن جوت ہے یا کہ جل دیپ مالا
جسے دیکھ کر چاند بجھ سا گیا ہے

بچھاؤں تری سیج چُن چُن کے کلیاں
تو صاحب ہے میرا تو میرا للا ہے

کنور جی ! پکے آم گدرائے مہوے
کہیں ارغواں ہے کہیں موتیا ہے

کیا تو نے قبضے میں تریا کا جوبن
منوہر ہے اچپل ہے تو چالیا ہے ۱۹۶

دوار آ کے تیرے وہ پی پی پکارے
تو جلوہ دکھا کر کہیں چھپ گیا ہے

پیا کی اٹاری چڑھوں گی میں چھم چھم
انو راگ نے مجھ کو بیکل کیا ہے

سمندر میں دریا سما جائیں جیسے
محبّت عجب قوّتِ جاذبہ ہے

تری سیج پر کنگنا بھول آئی
مدن دیو مٹیار کو چھل گیا ہے

مرے گرم سینے کے بستر پہ سوجا
کن انکھیوں سے سوتن کو کیا دیکھتا ہے

گرفتارِ دامِ محبّت ہے ہرنی
تو اب جنگلوں میں کسے ڈھونڈتا ہے

بنے ہار پھولوں کے کالے بجھنگم
ترے بِن چھپرکھٹ مجھے کاٹتا ہے

میں راتوں کو کوئل کی مانند کُوکُوں
کبھی لب پہ ڈھولا کبھی ماھیا ھے ۲۰۳

جو بیخود ھے ناچے گا بے تال بے سُر
محبّت کا آئین بے ضابطہ ھے

نہیں لوک لاج اور مرجاد کُل کی
ھر اک کام کامی کا اعلانیہ ھے

ستاتی ھے مدماتی بیرن جوانی
کوئی کام دیو اس کو برما گیا ھے

بلِہار چھل بل پہ چھب چھاکے نیناں
بدن کامنی کا پسیجا ھؤا ھے ۲۰۸

سجن من میں چنتا ھے ھردے میں پِیڑا
ترے بِن یہ الّھڑ جیا انمنا ھے

تڑپتی ھوں دن رین، پڑتی نہیں کَل
ترشنا نے تن من کو مَل دَل دیا ھے

میں پیاسی ہوں مجھ کو پلا مدھ پیالہ
لعابِ دھن میں سُرا کا نشہ ہے

بجھاتا ہے سیپی کی پیاس ابرِ نیساں
پرِیا کے ادھروں میں امرت چھپا ہے ٢١٢

نہ پورا ہو تیرا پیام او پیامی
ملن کا سندیسہ ہمیش ان کہا ہے

میں ساجن کی بندی ہوں چنگی کہ مندی
اسی کی مجھے چاہ ہے لالسا ہے

جگانا نہ اس کو وہ جب تک نہ جاگے
مسلسل کئی دن کا جاگا ہؤا ہے

جھڑیں پھول ان سے گریں ہیرے موتی
یہ چنبے سے دانتوں کی سکمارتا ہے ٢١٦

میں اک برگِ آوارہ اڑ جانے والا
تو سنسار ساگر، پرم آتما ہے

ہے حق سَرّہ ـ شانتی اوم تت ست
عجب دلکشا بانسری کی صدا ہے

مراری نے مدھو بن میں مرلی بجائی
تو گوپی کے ہردے نے ہوکا بھرا ہے

رجوگن × تموگن کا حاصل = ستوگن
پہ زنّارِ تثلیث زنجیرِ پا ہے ۲۲۰

خریدی ہے دل بیچ کر جان میں نے
یہ سودا مگر پھر بھی سستا پڑا ہے

جگن ناتھ ! تجھ بن بھلا کون میرو ؟
ابھاگن کو ہر کوئی دھتکارتا ہے

تو نربل کا بَل اور نردھن کی مایا
تری جَے ہے جگبندھو ! تیری دَیا ہے

تو دریا میں ماہی تو منزل میں راہی
میں ادنٰی کنیز اور تو بادشا ہے ! ۲۲۴

تو ماحی ہے اے کملی والے ! کہ ماحی ؟
دلِ خالد آموختہ بھولتا ہے

تو حاشر بھی عاقب بھی شاہِ زمن بھی
ترے گرد سارا جہاں گھومتا ہے

تو اصل اور کون و مکاں فرع تیری
تو کندن ہے دنیا مسِ ناسرہ ہے

ہے عقدِ ثریا دُرِ تاج تیرا
ترا دل بیاضِ کلامِ خدا ہے ۲۲۸

۱۳

بڑائی وہ دیں جس کی دشمن گواہی
یہ ھذا الامینُ رضیناہُ کیا ہے ؟

ہے حلف الفضول ـ انسدادِ مظالم
ڈرو داد گر سے کہ ڈر اتقا ہے

اٹھایا ہے طاقت سے بارِ نبوت
نگاہوں نے دیکھا احد کانپتا ہے

ہے لرزہ براندامِ ایوانِ کسریٰ
جہانِ در و درہؔ میں تہلکہ ہے ٢٣٢

سُنے ابنِ ناطور ہرقل کے لب سے
مَلَک الختان آشکارا ہؤا ہے

ستاروں کی گردش سے دورِ قمر سے
منجّم نگارندۂ زایچہ ہے

مزیّن ہے زیور سے نعمانِ منذر
کہ ملکِ عرب مائلِ ارتقا ہے

زرارہ کے خوابوں کی تعبیر سن کر
ہر اک شخص صلِّ علیٰ کہ رہا ہے ٢٣٦

کیا تو نے باطل سب افسونِ بابل
ترا بخت بیدار و برخواستہ ہے

زمیں کے خزانے تجھے اس نے سونپے
خدا کے عطیّے کو تُو بانٹتا ہے

ارادے میں سختی ، طبیعت میں نرمی
تُو بابِ فلاح و حجابِ خدا ہے

خریدارِ لہو الحدیث و غزل سے
تو جنسِ بیان و شفا بیچتا ہے ۲۴۰

غرور و تبختر کا ، کبر و بطر کا
تری مجلسوں میں کہاں داخلہ ہے؟

تو فقر و قناعت کا روشن منارہ
محمّد ہے احمد ہے تُو مصطفیٰ ہے

تو دلجوئی و غمگساری کا پیکر
تو خیرالبشر ، اشرف الانبیا ہے

تری زندگی انکسار و تواضع
تو ایثار و شفقت ہے مہر و وفا ہے ۲۴۴

تو کرتا ہے پردیسیوں کی کفالت
پکڑتا ہے دامن جو بے آسرا ہے

طبیعت میں دلسوزی و دلنوازی
تو دلگیر کے دردِ دل کی دوا ہے

عزیزِ جہاں ، عادل و غیر طالش
توازن کے سانچے میں قالب ڈھلا ہے

کبھی لیلۃ الجن ، کبھی لیل اسری
تو بالائے افلاک و تحت الثریٰ ہے ۲۴۸

تماشائی خلوتِ راز و نجویٰ
تو دانائے اسرارِ بارِ خدا ہے

حریمِ وصال و شبستانِ وحدت
ترے روئے پُر نور سے پُر ضیا ہے

ہے ملنا وہی جس میں ہو بے حجابی
جہاں لب پہ خوش آمدی! مرحبا! ہے

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ شان تیری
دنا فتدلّٰی ترا مرتبہ ہے ۲۵۲

دکھائیں تجھے حق نے آیاتِ کبریٰ
تو کیف و کمِ کُن فکاں دیکھتا ھے

تو تنزیل و فرقان و برھان لا کر
دلوں کو شعور و یقیں بخشتا ھے

مزمّل، مدثّر ھیں القاب تیرے
تُو یٰسین و طآحا میں طلعت نما ھے

ثنا تیری کرتے ھیں کرّوبیاں بھی
تو سلطانِ ذی شانِ ھر دوسرا ھے ٢٥٦

نجوم و مہ و مہر اصحاب تیرے
تو مشکاتِ مصباحِ نورِ خدا ھے

کریں اھلِ خرمن کی سب خوشہ چینی
تو پیرِ مغاں، صاحبِ سلسلہ ھے

ترے خوان کے ھم ھیں ناخواندہ مہماں
کریں کیا کہ دل کھینچ کر لا رہا ھے

ہے تورِیت میں نام تیرا احیدؔ
جہنّم کا رستہ تُو روکے کھڑا ہے ٢٦٠

سرِ کوہِ آدم سے تا کوہِ بیضا
زمانہ ترا نقشِ پا دیکھتا ہے

تجھے حکم بلّغ بمَا اُنزِلَ کا
معلّم بنا کر تو بھیجا گیا ہے

تھادوا ، تحابوا ـــ پیامِ اخوّت
ترے دل میں بحرِ کرم بہ رہا ہے

کرے نخل بندی و پیوند کاری
تو ٹوٹے ہوئے رشتے کو جوڑتا ہے ٢٦٤

فغاں ابنِ آقی کی تڑپے لبوں پر
یہ کون امّ ایمن سے لپٹا ہؤا ہے ؟

اندھیری ہے شامِ غریبانِ ابوا
تِہ خاک ماہِ مبیں چھپ گیا ہے



شریکِ تجارت ، ترا قیس سائب
تجھے آشکار و نہاں دیکھتا ہے

رہے تجھ پہ ابرِ رواں سایہ افگن
یہ چتر[٧] ، افسرِ تارکِ انبیا ہے ! ٢٦٨

نفیسہ[١٤] پیامی بنی بنتِ عم کی
تعارف کا باعث لبِ میسرہ ہے

تُو کانوں کے رستے سے سینہ میں اترا
ترا ذکر جاں پرور و دلکشا ہے

دلِ اُمّ ہند ۔ آرزو کا نشیمن
تری یادِ سرمست ، دستِ صبا ہے

ہے ظلمت کدے میں چراغاں کا عالم
ضیاپاش خورشید طالع ہؤا ہے ٢٧٢

شناسائے جوہر ہے جوہر ہے خود بھی
لبیبہ ہے وہ طیبّہ ، طاہرہ ہے

خوشا سطوت و حسنِ خُلق و امانت !
ہر اہل نظر والہ و شیفتہ ہے

۱۵

”تو کرتا ہے تکریم و توقیرِ مہماں
تو بے برگ و نادار کا آڑتلا ہے

رہِ حق میں رہتا ہے پیہم تو ساعی
حقوقِ قرابت کو پہچانتا ہے ٢٧٦

زباں کا تو سچّا ہے وعدے کا پکّا
صدا زملّونی کی کیوں دے رہا ہے ؟

منزّہ ہے تو داغِ آلودگی سے
تو تصویرِ اخلاص و صدق و صفا ہے

ہے کیوں تو پریشان و حیران و ہائم
تو کیوں آفرینندہ سے ڈر رہا ہے ؟

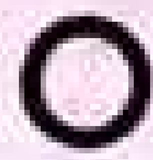
کرے گا نہ تجھ کو وہ برباد و رسوا
کہ قدرِ گہر ' جوہری جانتا ہے

ہے رحم و محبّت میں بڑھ کر وہ ماں سے
انیس القلوب و رفیق الصفا ہے"

خوشا بنتِ عمْران و بنتِ خویلد !
وہ خیرالنسا تھی یہ خیرالنسا ہے

خدا نے تجھے بخشی اس کی محبّت
حلیمہ ہے وہ عاقلہ ' فاضلہ ہے !





بچایا ہے لوگوں کے نرغے سے تجھ کو
کہ فاصدع بما تؤمر آشوب زا ہے ۲۸۴

کٹی زندگی ساری رنج و محن میں
زر و مال دام و فخِ دشتِ لا ہے

فانّ الهمومَ بقدرِ الهممْ کا
مقولہ تری زندگی سے ملا ہے

جب آیا تو نزدیک قرن الثعالب
ملاک الجبال آ کے گویا ہؤا ہے:

کہیں تو پہاڑوں سے ان کو کچل دوں
کہ طائف کا یہ طائفہ ناسزا ہے ۲۸۸

ستاتے ھیں نبیوں کو سفلے کمینے
کہ فطرت میں آزار کا مادّہ ھے

ہو فرماں ھلاکِ جفا پیشگاں کا
کہ اب فتنہ و شر بہت بڑھ چلا ھے

یہ سن کر وہ سردارِ کونین بولا:
تو کیونکر خدا کا موکّل بنا ھے؟

یہ دنیا ھے دنیائے تدبیر و کوشش
یہاں خیر و شر میں تصادم بپا ھے ۲۹۲

ھے اتمام کارِ خدا، سعٔی میرا
حیاتِ بشر جدّ و کدّ و عنا ھے

میں ھوں اپنی امّت سے مایوس کیونکر؟
انھیں کیا خبر کیا مرا مرتبہ ھے!

روئے آفتابی سوئے قبلہ کر کے
تو اپنے فرستندہ سے کہ رہا ھے:

"ھوانی علی الناسِ اشکو الیکَ"
مناجات برگ و برِ بے نوا ھے ۲۹۶

علیکَ توکّلتُ تُبتُ الیکَ
ترا آستان بارگاہِ رجا ھے

تُو چاھے تو دشوار کو سہل کر دے
تُو کشّافِ مغلق ھے، مشکل کشا ھے

تُو اس کشتِ ویراں کو سرسبز کر دے
یہ گلشن ترا ھی لگایا ھوا ھے!"

مسیحا رھے محوِ احیائے موتٰی
تری زندگی سر بسر معجزہ ھے ۳۰۰

اولوالعزم، عالی ھمم، جانِ عالم
تُو ختم الرسل، خاتم الانبیا ھے!

حزافہ، بنی سعد کی حورِ صحرا
تجلائے خُور سے سہیل و سہا ھے

١٦

جو ھذا اخؑ لی کی دیتی تھی لوری
ترا بالپن جس کا ھمدم رہا ھے:

لگاؤں میں آنکھوں میں نندیا کا سرمہ
زمیں سو گئی آسماں اونگھتا ھے! ٣٠٤

وہ وفدِ ھوازن میں تشریف لائی
تو اس کے لئے تیرا دامن بچھا ھے

ترا کام تالیف و وصل و تواصل
رفو ساز ھے شیشہ گر ھے تو کیا ھے؟

تم آزاد ھو جاؤ اے اھلِ مکّہ!
یہ یوم آج کا یومِ برّ و وفا ھے

خدا داد ھے رحمت و رفق و رافت
کہ جس کا ظہور انتم الطّلقا ھے ٣٠٨

فضالہ کے سینے پہ دستِ مبارک
جو قاتل تھا پل بھر میں عاشق بنا ھے

دے ابنِ عمّیہ کو اپنا عمامہ
ترے درِ گذر کی کوئی انتہا ہے

اسیروں میں دیکھی جونہی بنتِ حاتم
وہیں ابرِ رحمت کو جوش آگیا ہے

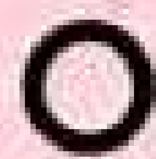
سزاوارِ حرمت ہے بیٹی سخی کی
بعزّت یمن اس کو بھجوا دیا ہے ۳۱۲

وکُنّا نخوضُ مع الخائضینَ
شعورِ بد و نیک تیری عطا ہے

کہاں ہوسکے تیری مدحت سرائی
ثریّا کو دستِ بشر نے چھؤا ہے ؟



دوسری کتاب



حسد ناک ہوں رشک آتا ہے اس پر
جو صاحبِ نظر شاد کامِ لقا ہے

ہے دل کی صدا: ما اُریدُ سِواکَ
مزہ ہر دو عالم کا یہ چکھ چکا ہے ٣١٦

لِقطعِ الفیافی و طیِّ السباسب
مجھے اشہبِ شوقِ جاناں ملا ہے

بھٹکتی ہے کھوئی ہوئی بھیڑ جیسے
افق در افق دل تجھے ڈھونڈتا ہے

تو بیت الغزل ہے خدائی غزل کا
تو مضمونِ کونین کا مدّعا ہے

میں حاضر تھا دیوانِ خاصِ ازل میں
مجھے یاد پیمانِ قالوا بلیٰ ہے ٣٢٠

محبّت کی وحیِ خفی کو محقق
کتابوں کے اوراق میں ڈھونڈتا ہے

سناتا ہوں ہجر و حرارت کا قصّہ
یہ قصّہ نہیں عشق کا ماجرا ہے

نہیں ترکتازی یہ حسنِ بتاں کی
تجھے کیا ہؤا ؟ ہر کوئی پوچھتا ہے

مرے دل میں روح القدّس نے یہ پھونکا
کہ تو منبعِ مجد و عزّ و علا ہے ٣٢٤

سُن اے سالکِ جادۂ راہِ الفت !
محبِ محمّد خلیلِ خدا ہے

ہے کیا عبدہٗ — افضل المرسلینی
وہی ابتدا ہے وہی انتہا ہے

جمیل و جلیل و مجید و مفتخّر
بشر صاحبِ قوّتِ قُدسیہ ہے

الوھیم ہے وہ بقولِ نیاگاں
۳۲۸ زبور اس کے اوصاف کا تذکرہ ہے

کہا اس کو موسیٰ نے ایلِ امونہ
امام و خلیفہ ہے مردِ خدا ہے

وہی ایلِ کبّور ہے اشعیا کا
وہی ہادی و شارع و پیشوا ہے

وہ موءُذ و آساف و یوعیص و شیلو
وہ سلطانِ دوراں ، جہاں بادشا ہے

صفوح و کریم و حمید و محمّد
۳۳۲ وہ سرمنزلِ جادۂ اصطفا ہے

محمّاد و محمود و حامود و حِمٓدہ
وہ الہام و اخلاق کا تکملہ ہے

وہ محبوبِ اعظم ہے صلّوا علیہ!
وہ جانِ محبّت ہے کانِ وفا ہے

فصیحوں کو ہے اعترّاف ابکمی کا
مغنّی کو مزمور بھولا ہؤا ہے

نظر آئے ساحر جو ناسوتیوں کو
وہ قدسی سفیرِ کبیرِ خدا ہے ٣٣٦

گُلِ نیلوفر کی طرح پاک دامن
علائق میں رہ کر منزّہ رہا ہے

مرا نفْس مجبول و مشغولِ غفلت
١٧
تری آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے

تصوّر حقیقت سے ہے دلکشا تر
تمنّا ظفر سے کہیں با مزہ ہے

بھگوتا ہوں پلکوں کو میں آنسوؤں سے
جگر سوزِ پنہاں سے آتش کدہ ہے ٣٤٠

درازئی شب میری پلکوں سے پوچھو
کہ ان کے نصیبوں ھی میں رتجگا ھے

کبھی اس مرض سے شفا ھو نہ یارب !
مریضِ محبّت کی یہ التجا ھے

میں اس کا مرا دل ھے مشتاق تیرا
اس اقلیم میں خانہ جنگی بپا ھے

نہیں شبہ من لم یذق لم یدر میں
جو محرم ھے تیرا وھی جانتا ھے ۳۴۴

شہیدانِ الفت کی باتیں سناؤ
کہ غم قوّتِ رُوح و دلِ غمزدہ ھے

جب اوراقِ تاریخ پارینہ پلٹے
تو فردوسِ گم گشتہ پیدا ھؤا ھے

شتاباں ھیں من کلّ فجّ عمیقٍ
دلِ مردم آھن تو آھن ربا ھے

بھڑکتے ہیں دل میں محبّت کے شعلے
عقوبت غذائے دلِ باوفا ہے ۳۴۸

فرشتے اترتے ہیں اہلِ وفا پر
خدا تو ارادے ہی کو دیکھتا ہے

فَبُشریٰ لِمَنْ فازَ فوزَ المرامِ
جو مقصد کو پہنچے وہ شیرِ خدا ہے

کبھی ایکجا ہوں نہ عشق و تسلّی
دلِ افگار کو قُرب و بُعد ایک سا ہے

فقط جانے گھائل ہی گھائل کی حالت
بظاہر تو ہر کوئی درد آشنا ہے ۳۵۲

خلوصِ محبّت ہے صدقِ عقیدت
جو آگے بڑھا مَر کے پیچھے ہٹا ہے

نہ خوفِ اجل ہے نہ تشویشِ دنیا
فقط فکرِ مرضاتِ ربّ العلا ہے

وفاق و وداد و موالات و خلّت
یہ بنیانِ مرصوص و وحدت کدہ ہے

رقابت سے الفت کا رشتہ ہو محکم
کہ آسودگی دشمنِ ارتقا ہے ۳۵۶

نہ تعویذ و تریاق ان پر مؤثّر
نہ عذل و ملامت کا کچھ فائدہ ہے

احد کو وہ احمد میں مستور دیکھیں
انہیں علمِ مخفی سے بہرہ ملا ہے

(احد ہے بعینہ بلا میم احمد
انا بَشَرٌ مثلکُم بھی بجا ہے)

لرز اٹھیں دل ان کے ذکرِ خدا سے
مدام ان کا رحمٰن پر آسرا ہے ۳۶۰

مجسّم ملنساری و بُرد باری
انہیں حکمِ لطف و مدارا ملا ہے

وہ بچتے ہیں مظلوم کی بد دعا سے
کہ مقبولِ درگاہِ جلّ و علا ہے

جو سیدھا چلا ہے چلے اس کے پیچھے
جو ٹیڑھا ہؤا اس کو سیدھا کیا ہے

پکاریں رضینا بالاسلام دینا
٣٦٤ عجب دلکشا حمدِ نامِ خدا ہے!

بشارت ہے فتحاً قریبًا کی لیکن
وہی خود پہنے جو پولاد خا ہے

پیامِ عزیمت ہے ھجراً جمیلا
صبوری مؤثّر تریں اسلحہ ہے

ہلاکت کا موجب ہے بے احتیاطی
خذوا حذرکم حکمت و احتما ہے

ہیں اعلائے حق کے لئے ان کی جنگیں
٣٦٨ کہوے کافر: اثخان و سفکِ دما ہے

ارادے میں خوض اور نظروں میں عبرت
زباں پر ہمیشہ ثنائے خدا ہے

کہیں کھونے پانے پہ الحمدُلِلّٰہ !
کہ دل لذّتِ ترک سے آشنا ہے

قلیل ان کی باتیں فراخ ان کے سینے
انہیں ملکِ حکمت مفوّض ہؤا ہے

نوا لب پہ قوموا الی ربّکم کی
سکوں بخشِ دل ، ذکر و فکرِ خدا ہے ٣٧٢

چلیں آب و آتش پہ بیخوف ہوکر
یہ اک راہِ روشن وہ اک باغچہ ہے

ہیں ہاتھوں میں کوڑے تو پیروں پہ موزے
ردا ہے مرقّع ، دریدہ قبا ہے

یہ گھوڑوں پہ چڑھتے ہیں بے زین و زینت
مگر ان کی ہیبت سے دل کانپتا ہے

چٹائی کو کہتے ہیں فرشِ ستبرق[٨]
سدیر و خورنق انہیں جھونپڑا[١٨] ہے ٣٧٦

ہے مٹی انہیں زعفران و زبرجد
سریرِ سلیماں انہیں بوریا ہے

ملا غیب سے ان کو گنجِ الٰہی
انہیں گنجِ خاکی کی پرواہ کیا ہے!

دل اڑنے لگیں ان کے قرآن سن کر
یہ محسوس ہو زلزلہ آ گیا ہے

خماص البطون، خفاف الظہور
رضا زادِ رہ، صبر برگ و نوا ہے ٣٨٠

مؤدّب، مہذّب ہیں مانندِ نخلہ
ہر اک کام ان کا سرور انما ہے

کریں اتّباع اس تجلّی کا سالک
ترے ساتھ جس کو اتارا گیا ہے

اساس اس کی ثابت فلک پر ہیں شاخیں
یہ صد برگ پودا نہالِ خدا ہے

کرے شکر مومن علیٰ کلِّ حالٍ
جو تحفہ ہے مولا کا بھیجا ہؤا ہے ٣٨٤

وہ بُھنتا ہے شعلوں پہ خبّابِ دلبر
ہر اک سانس میں آہِ صلِّ علیٰ ہے

اذیّت میں ملتی ہے عاشق کو لذت
یہ قُقْنس ہے مر مر کے زندہ ہؤا ہے

محبّت کی قیمت ہے اندوہ و کلفت
جو خوش باش ہے عاشقِ بے وفا ہے

"کیا جس نے مجھ کو شرف یابِ ایمان
امامِ رسل ہے امینِ خدا ہے"! ٣٨٨

زہے جذبہ و جوششِ سرفروشی
کہ خود کٹ کے سر دار سے جُھولتا ہے!

ہؤا حارث ابنِ ابی ہالہ قرباں
شہیدِ نخستیں وہ اسلام کا ہے

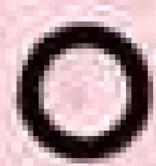
خرامندہ مقتل کو سرمست فردہ
ترے عاشقوں کو الوہی نشہ ہے

کچھ ایسی نہیں قیمتِ قُل ھُوَ اللہ
۳۹۲ بس اک جان سے ہاتھ دھونا پڑا ہے

وہ زُنّیرہ ، امِّ عبیس و لُبینہ
جو گلخن میں کودا بالآخر جلا ہے!



مسلمانوں پر مظالم



بھڑکتی ہے سینے میں نارِ جہنّم
سلافہؓ کے دل کا سکوں چھن گیا ہے

زمینِ احد میں رہے کھیت سارے
نہ فرزند لوٹے نہ شوہر پھرا ہے

ہؤا نذرِ آتش امیدوں کا خرمن
شبستانِ طلحہؓ میں ماتم بپا ہے ٣٩٦

"پیوں گی میں تمے کاسۂ سر میں ساقی !
سبوئے طلائی سے دل بھر گیا ہے

رہے ابنِ ثابتؓ کا سر تن پہ ثابت
تو اے اہلِ بکّاؔ ! مقامِ بکا ہے

جو سر لائے اس کو میں سو اونٹ دوں گی
مرے دل کو عاصم نے چھلنی کیا ہے!"

ہے روباہِ مکّار سفیان ہذلی
طمع نے دنائت کو چمکا دیا ہے ۴۰۰

مدینے میں بھیجے بنی عضل و قارہ
منافق کی رگ رگ میں مکر و ریا ہے

ہوا خواہ بن کر ہوئے عرض پیرا:
کہ پیغام تبلیغ سے پھیلتا ہے

ہو عاصم کے ساتھ ایک وفدِ صحابہ
کہ تنظیم تقویّت و دبدبہ ہے

ہیں اہلِ وطن تشنۂ درسِ قرآں
ترستے ہیں دل، آنکھ میں التجا ہے ۴۰۴

مبلّغ چلے داعئی خیر بن کر
قضا سارباں ہے اجل رہنما ہے

جو نہی وسطِ عسفان و مکّہ میں پہنچے
تو خُبثِ نہانی مبَرہن ہؤا ہے

کیا حملہ قزّاق لحیانیوں نے
لڑائی میں کہتے ہیں دھوکا روا ہے

کہاں قلبِ کافر میں رحم و مروّت
ہیولیٰ ہے جاں دادۂ مادّہ ہے ٣٠٨

وہ طاقت سے دبتا ہے یا سیم و زر سے
ابھرتا ہے سورج تو سر ٹیکتا ہے

ہے لالچ ہی کھوٹے کھرے کی کسوٹی
کہ لقمہ علاجِ سگِ عاویہ ہے

"حصولِ شہادت کو سمجھو غنیمت
اجل کا بلاوا کہیں ٹل سکا ہے؟

مشیّت کے ساماں ہیں گویا کہ چوگاں
یہ دنیا ہے میداں اور انساں کُرہ ہے ٣١٢

وہ فدفد ہے چڑھ جاؤ اس پر رفیقو!
یہی مرگِ عزّت کا اب راستہ ہے

کرو جان جان آفریں کے حوالے
وہی مبتدا ہے وہی منتہا ہے"

کہا کافروں نے: اتر آؤ نیچے
یہ سب مورچہ بندی بے فائدہ ہے

ہماری زباں پر کرو تم بھروسا
تمہیں جلد بازی میں دھوکا ہؤا ہے ۴۱۶

"مسلمان مامونِ مشرک نہ ہوگا
کمینے کا وعدہ سراسر دغا ہے"

رفیق آگئے دم دلاسے میں آخر
مگر عاصم اپنی جگہ پر ڈٹا ہے

"الٰہی بچا مجھ کو بے حرمتی سے
کہ مجھ سے خلاف اک زمانہ ہؤا ہے

مجھے زندہ مُردہ وہ لے جائیں مکّہ
یہ آپس میں سب نے تہیّہ کیا ہے ۴۲۰

بنائے گی کاسے کو وہ کاسِ صہبا
سلافہ کے سینے میں کینہ بھرا ہے

فقط نام ہی کا گو آثم ہے عاصم
مگر بندۂ درگہِ کبریا ہے

نبی کو مرے حال سے مطّلع کر
ترا نام لے کر فدا ہو گیا ہے!"

مقابل ہے لشکر کے اک فردِ تنہا
رجیع اوج و پستی کا جلوت کدہ ہے ۴۲۴

رہی جنگِ مغلوبہ تا شام جاری
سرِ ربوہ اک جسمِ بے جاں پڑا ہے

ہؤا جھرمٹ اک شہد کی مکّھیوں کا
کہ پہرے کا الہام ان کو ہؤا ہے

تری شانِ پروردگاری کے قرباں!
تو کس کس طرح دیکھتا بھالتا ہے!

"سحر گاہ آ کر اٹھا لیں گے لاشہ"
یہ آپس میں کفّار کا مشورہ ہے! ۴۲۸

چڑھا رات ٹیلے پہ سیلابِ باراں
جو رو میں بدن کو بہا لے گیا ہے!

جو مصلوب ہے وہ خبیبِ وفاخو
جو محبوس ہے لالہ رو نہدیہ ہے

اسے سجن میں کس نے انگور بھیجے؟
کوئی اندر آیا نہ باہر گیا ہے

وہ بیٹھا ہے زانو پہ حارث کا بیٹا
بہ دستانِ ابنِ عدی استرہ ہے ۴۳۲

لرز اٹھی ماں دیکھ کر یہ نظارا
کہ بدلے سے دشمن کہاں چُوکتا ہے

نہیں ہے مزاج آشنائے مسلماں
بالآخر تو وہ اک زنِ مشرکہ ہے

"کبھی منتقم ہو نہ مردِ مسلماں
گناہِ پدر میں پسر بے خطا ہے

نہیں اس کو مجھ سے کوئی خطرۂ جاں
ترے دل کو بیکار دھڑکا لگا ہے" ۴۳۶

نعیم و خیابانِ فردوس و ماویٰ
خدا کے چہیتوں کا مہماں کدہ ہے

سلام و قرار اور عدن ان کا رمنہ
یہ ادنیٰ مکافاتِ اہلِ وفا ہے

ملاتا ہے دلدار سے موت کا پُل
اجل ظلمتِ گیسوئے دلربا ہے

"سوئے خلد جاتا ہوں میں دار پر سے
مرا رستہ اہلِ جہاں سے جدا ہے ۳۳۰

نہ قطعِ منازل نہ طےّ مراحل
بس اک جست میں راہ طے ہو گیا ہے

فدا اس پہ کرتا ہوں یہ جانِ شیریں
مدینے میں وہ خوش قد و خوش لقا ہے

مدینہ جو ہے ایک زرگر کی بھٹّی
جہاں خُبث و طیّب کو چھانٹا گیا ہے

مجھے کوہِ تنعیم ہے طورِ سینا
یہ دہلیزِ دروازۂ کبریا ہے ۳۳۳

غریب الوطن کا سلام اس کو پہنچا
غریبوں کا قاصد سحاب و صبا ہے

نہ دانستہ کتمان و تلبیس کرنا
وہی اس سے کہنا جو دیکھا سنا ہے

ہیں چاروں طرف ٹھٹ تماشائیوں کے
یہ معلوم ہوتا ہے میلہ لگا ہے

اجل سے ہراساں نہ ہو مردِ مومن
۴۴۸ یہ تہدید و تخویف بے فائدہ ہے

معافی نہ مانگیں محمدؐ کے ساتھی
کہ ہر کام ان کا برائے خدا ہے

وَ خیر الامورِ عوازمُھا کا
دیا جس نے پیغام کیا خوش نوا ہے!

نہیں پیاسے ہونٹوں کو پانی کی خواہش
شہادت کا تلخابِ نوشیں پیا ہے

مجھے تم نے سمجھا ہے دریوزہ گر کیا
۴۵۲ مرے نام سے بحر و بر کانپتا ہے

کرو جسمِ مصلوب کے ٹکڑے ٹکڑے
جو اہلِ خدا ہے اسے خوف کیا ہے؟

وہی ان کو یکجا کرے گا دوبارہ
کہ جس نے انہیں پہلے پیدا کیا ہے

یہ جانِ خبیب اس پہ ہوتی ہے قرباں
جو ختمِ رسل ہے حبیبِ خدا ہے"!

یہی ہے سرودِ لبِ ابنِ طارق
یہی زید کا نغمۂ جانگزا ہے ۴۵٦

زمیں ان کی نعشِ مبارک کو نگلے
بدن میں ریاحین کا رائحہ ہے!

نچھاور ہیں اُمِّ سلیم و ملیکہ
جگانے کو قُم قُم حبیبی کہا ہے

پسینہ جبیں کا ہے ماوردِ خالص
اسے بھر کے شیشی میں رکھّا ہؤا ہے

غمیصا کی آہٹ ہے خلدِ بریں میں
انس سے فدائی کی یہ والدہ ہے ٣٦٠

ترا نام لے جب بھی امّ ِ عطیّہ
تو فرطِ مسرّت سے بابا کہا ہے

تھی روزے سے گو امّ ِ ہانی ، مگر ہاں
ترا جھوٹا دودھ اس نے جھٹ پٹ پیا ہے

کہا اپنے محبوب کو یاد کر لو
تو ابنِ عمر نے "محمّد!" کہا ہے

ہے افلح تو فردوس میں جام در کف
ابوجہل انگاروں پر لوٹتا ہے ٣٦٤

طرب گاہِ خلوت سے آیا تھا سیدھا
غسیل الملائک ہے یہ حنظلہ ہے

سنی جونہی آوازِ منّاد اس نے
وہیں اُٹھ کے سوئے وغا چل پڑا ہے

شکستہ ہوئے سنگ سے دُرِّ دنداں
یہ سلمان سے کس نے جاکے کہا ہے ؟

ہے منجملۂ اہلِ بیتِ مطہّر
مدائن کا والی ہے لیکن گدا ہے ۳۶۸

لٹاتا ہے دیکھو صہیب اپنی دولت
زخارف کی آخر حقیقت ہی کیا ہے !

کریں ہمّتِ بودجانہ پہ عشٰ عشٰ
احد میں تری ڈھال بن کر کھڑا ہے

پسِ پشت سے اوس نے نیزہ مارا
تو پھل ٹوٹ کر شاخ سے گر پڑا ہے

خوشا طالعِ عامرِ ابنِ فہیرہ
دمِ مرگ: واللہِ فُزتُ کہا ہے ! ۳۷۲

کہاں چھپ گئے وہ مجنّہ کے چشمے
بلالِ بلا کوش لب سوختہ ہے

طفیل اور شامہ کو دیکھے تو کیسے ؟
حجون و حرا کا اسے غم لگا ہے

سمندر کے ساحل سی وسعت ہے دل کی
لہو ' درد اور ریت کا سلسلہ ہے

سلیح و سلبَ تیرے شیدائیوں کا
عزیمت ہے جہدِ جہید و عنا ہے ۴۷۶

کہ کلّی ہے جزئی نہیں یہ تغیّر
یہ جاں سے گزر جانے کا مرحلہ ہے

نہ خوف ان پہ غالب نہ حزن ان پہ طاری
توازن مزاج امتِ مسلمہ ہے

یہ واقف نہیں مصلحت کوشیوں سے
زباں حق بیاں ' قلب درد آشنا ہے

کبھی یہ نہ چھوڑیں صداقت کا دامن
کہ اوفوا بعہدی انہوں نے پڑھا ہے ۴۸۰

نوا لاتخافوا ولا تحزنوا کی
دلیل رہِ شدّت و ابتلا ہے

سمعنا اطعنا ہے گفتار ان کی
کہ ردّ و قدح کارِ اہلِ ریا ہے

ٹپکتی ہیں شبنم کی مانند باتیں
ادب مُنہ سے مینہ کی طرح رِس رہا ہے

مخالف ترے شرم کا جامہ پہنیں
پہ کعب احمدی چادر اوڑھے کھڑا ہے ۴۸۴

" میں ہرگز نہ بیچوں ردائے مبارک
مجھے یہ تبّرک نبی سے ملا ہے "

سنا دل نے انَّ مع العسرِ یُسرا[۸]
نواحِ بیاباں میں نزہت کدہ ہے

مبارک سمیّہ و عمّار و یاسر!
تمہیں باغِ جنّت کا مژدہ ملا ہے[۲۰]

کہاں ہیں شہیدانِ بیرِ معونہ ؟
انہیں آ کے رضواں اٹھا لے گیا ہے ۴۸۸

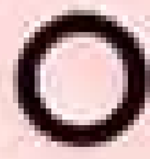
ہے ابنِ ابی کبشہ کا بول بالا
کہ حزبِ محمّد ہی حزبِ خدا ہے

ثنا خواں ہے کلثوم کی خوش نصیبی
شہنشاہِ بطحا نزیلِ قبا ہے

ہیں آنکھوں میں شکر و مسرت کے آنسو
لہو گرم ہوکر گگن کھیلتا ہے

سپہرِ بریں ہے معانق زمیں سے
شب و روز کا کارواں تھم گیا ہے ۴۹۲

فطوبیٰ لکم ایّھا السّابقونَ
شرف افضلیّت کا تم کو ملا ہے !



کبھی گُل بھی شرمائے ہیں باغباں سے ؟
اے اسما ! یہ ناقے پہ خیرالوریٰ ہے

درود اس پہ بھیجے خدا وندِ اکبر
وہ کافِ رفعنا لکَ ذِکرَکَ ہے

علیہِ الصّلوٰۃ ، علیہ السّلام !
وہ تاجِ رسل ، سیّد الانبیا ہے ٣٩٦

یہ آوازِ اخ اخ ہے گلبانگِ بلبل
چمن میں شب آہنگ کا چہچہا ہے

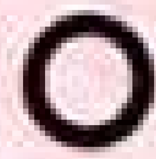
کہا دل نے پگلی سواری پہ چڑھ جا
تذبذب ہے کیسا ، پس و پیش کیا ہے ؟

خیالِ زبیرِ غیور آ کے روکے
عفیفہ شش و پنج میں مبتلا ہے

صحابہ ہیں ساتھ اور گٹھا ہے سر پر
رخِ شرمگیں ، گندمیں ہو رہا ہے

ابوبکرؓ نے جب غلام اس کو بھیجا
فَکَأَنَّما اَعْتَقَنی: کہا ہے !





میں کیا ہوں فقط عبدِ مامور و ملہَم
مجھے کشفِ مبہَم کا منصب ملا ہے

چلو دیکھ کر میرے نقشِ قدم پر
مرا اُسوہ ہی جادۂ اہتدا ہے

میں اس کا پجاری نہیں جس کے تم ہو
تمہیں دینِ آبا مجھے حق ملا ہے ۵۰۴

میں تم سے مخاطب ہوں یا آلِ غالب !
نہیں کد خدا کوئی بس اک خدا ہے

وھٰذا لقول رسولٍ کریمٍ
فسون و فسانہ نہیں تذکرہ ہے

محمّد کو کہتے ہیں مشرک مذمّم
پرستارِ عزّیٰ پدر سوختہ ہے

وَاشکو الی اللہِ بثّی و حزنی
وہی فیض گستر، وہی غم ربا ہے ۵۰۸

ھو یطعمنی و یسقینِ، بیشک
وہ ماں کی طرح پالتا پوستا ہے

سن اے فاطمہ، میری پھولوں سی بٹیا!
یہ سونے کا کنگن کڑا آگ کا ہے

۲۱
فقط معرفت مال و سرمایہ میرا
مرے دین کی اصل عقل و ذکا ہے

محبّت بنا، شوق — اسپِ جھندہ
انیسِ وفادار، ذکرِ خدا ہے ۵۱۲

خزانہ مرا اعتماد و تیقّن
اور اندوہ ہمراہی و ہمنوا ہے

سلاحِ سلحشور ہے علم و عرفاں
صبوری ہے پوشش ' غنیمت ـــ رضا ہے

مرا فخر ایناس و عجز و انابت
یقیں قوّت و قُوْت و برگ و نوا ہے

صداقت ہے دمسازِ راہِ صعوبت
اطاعت مددگار اندوختہ ہے ٥١٦

مرا خُلق جہد و جہاد و ریاضت
اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز و دعا ہے

کبھی غیر کے اونٹ پر میں نہ بیٹھوں
غم و غیرتِ عشق زنجیرِ پا ہے

"یہ ناقہ جسے لوگ کہتے ہیں قصواء
یہ میرا نہیں ہے حضور! آپ کا ہے

اسیفٌ عتیقٌ ۔ رحیمٌ رفیقٌ
میں بھٹکا مسافر ہوں تو رہنما ہے!" ٥٢٠

بھری دودھ سے دوھنی اونٹنی کی
ترا لمسِ فرخندہ فیض انتما ہے

غذا دو مہینے سے ہے آب و خرما
یہ اربابِ صُفّہ سے کس نے کہا ہے؟

ملے تجھ کو نانِ جویں گاہ گاہے
وہ بھی خُشک ۔ پتھّر شکم پر بندھا ہے

ہے خلّ و عسَل سفرۂ شاہِ شاہاں
اور آب و سویق و تمر مائدہ ہے ٥٢۴

گواہ اس پہ ہے قصّۂ افک و ایلاء
ترا علم تعلیمِ وحیِ خدا ہے

۲۲

براھیم کی موت پر دلفگاری
ہے سب اضطراری، تو کیا دیکھتا ہے؟

تقاضائے شفقت ہے یہ اشکباری
زباں پر مگر قولِ شکر و رضا ہے

یہ کیا ہے؟ جب ابنِ عبادہ نے پوچھا
تو اشکوں کو اللہ کی رحمت کہا ہے ٥٢٨

ہے مجبور حکمِ الٰہی کے آگے
بشر پیشِ تقدیر بے دست و پا ہے

نہ ہو آگے پیچھے کبھی اس کی ساعت
اجل امرِ حق ' وعدِ صدقِ خدا ہے

کسی کے نہ مرنے سے گہنائے سورج
کسوف و خسوف آیتِ کبریا ہے

سنی اک صدا انصتوا انصتوا کی
کہ مسکینِ امّی نذیرِ خدا ہے ٥٣٢

میں اس وقت تھا جب کہ آدم نہیں تھا
حدوث و قِدَم میں تُو الجھا ہؤا ہے

تو کیوں ما رمیتَ پہ کرتا ہے حیرت
کوئی عشق میں فرقِ ما و شما ہے ؟

کہا : ایّہا الناس افشوا السلامَ
کہ امن و اماں ہی میں سب کا بھلا ہے

سب انسان آدم سے مٹّی سے آدم
٥٣٦ تفوقّ کا معیار خوفِ خدا ہے

مسلمان آپس میں ہیں بھائی بھائی
مساوات فوز و فلاح و بقا ہے

مِٹی آج سے نخوتِ جاہلیّت
تکبّر اگر ہے تو حقِّ خدا ہے

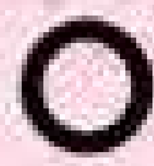
تراشو نہ بُت رنگ و نسل و وطن کے
فضیلت کا معیار صرف اتّقا ہے

ضلالت ہے بطلان کی پیروی میں
٥٤٠ چراغِ ہدایت کتابِ خدا ہے

ہے دوں ہمتی ـ ماتم و سینہ کوبی
جوانمردی ـ اسلام و صبر و رضا ہے

بنانا نہ تم میرے مرقد کو مسجد
کہ یہ بر خلافِ رضائے خدا ہے!





اے اہل المقابر ، سلامٌ علیکم !
محمّد ملاقات کو آ رہا ہے

قریب آؤ آہسة ، آہستہ ، لوگو !
تو ناقے پہ کس تمکنت سے چڑھا ہے ۵۴۴

ہے اک لرزشِ زیرِ لب تیرا خندہ
تبسّم کے پردے میں غم رونما ہے

ہے سر پر ترے زعفرانی عصابہ
کہ سر نامۂ محضرِ کبریا ہے

یہ چہرہ مبارک ہے دیدار کر لو
جدائی کا لمحہ قریب آ گیا ہے !

تھی رفتار جس کی نبی سے مشابہ
جو ہم پایۂ مریم و آسیہ ہے ۵۴۸

وہ سردارِ گلنارِ خُوبانِ جنّت
جو عینِ حیا زاکیہ ، راضیہ ہے

رسولِ خدا کی عیادت کو آئی
نقاہت زدہ ہونٹ پر مرحبا ہے

مرے پاس لانا ذرا کان بیٹی !
ہے صدّیقہ حیراں کہ اِسرار کیا ہے !

وہ گریہ وہ لب خندہ سرگوشیوں پر
خدا جانے کیا بھید اس میں چھپا ہے ! ۵۵۲

کروں راز اپنے پدر کا نہ افشا
یہ حفظ و حیادارئی فاطمہ ہے !

ہوئی جب غشی موت کی اس پہ طاری
تو بیٹی تڑپتی ہے غش آ رہا ہے

۲۳

یہ تکلیف آنکھوں سے دیکھی نہ جائے
مرا باپ کس کرب میں مبتلا ہے!

خدایا تو مشکل کو آسان کر دے
مری جانِ ناچیز اس پر فدا ہے! ۵۵۶

یہی آخری دن اے آمِ ایہا!
ترے باپ پر کرب و تکلیف کا ہے!

پیالے میں رکھا ہے پانی سرہانے
نہیں ہے تری کیا اثر اُڑ گیا ہے؟

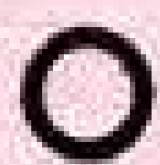
بدلتا ہے ہر سانس میں رنگِ چہرہ
ابھی شعلہ گوں تھا ابھی زرد سا ہے!

اجازت طلب ہے فرشتہ اجل کا
اسے ہمرکابی کو بھیجا گیا ہے! ۵۶۰

دعا سن لی ربِّ تبارک نے آخر
وہ جلّ جلالہٗ مجیب الدّعا ہے!

چلا سوئے فردوس رفرف پہ چڑھ کر
جہاں جبرئیل اس کی رہ تک رہا ہے!





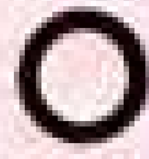
سنی ایک آہٹ جو حجرے کے باہر
تو پوچھا کہ یہ کون دل سوختہ ہے؟

"حضور آپ کے پیارے ابّا کا خادم
انسؔ اپنی قسمت کو جو رو رہا ہے!" ٥٦٤

سنا یہ تو بنتِ محمدؐ نے پوچھا:
زمانہ تو مالوفِ جور و جفا ہے

تمہارے دلوں نے مگر کیسے مانا [۲۴]
کہ وہ جسم جو شاہکارِ خدا ہے

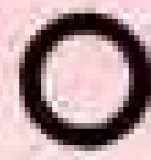
تم اس جسمِ پُر نور پر خاک ڈالو
یہ ہاتھوں نے کیسے گوارا کیا ہے؟



جو خاکِ[۲۵] مزارِ مبارک کو سونگھے
وہ پھر عطر و عنبر کہاں سونگھتا ہے ؟ ۵۶۸

جو پڑتا دنوں پر تو بن جاتی راتیں
وہ غم جو مرے دل پہ نازل ہؤا ہے !





۲۶

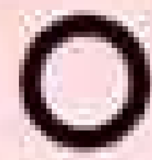
چلی صرصرِ حادثہ دشت و در میں
بجھا سورج اور آسماں ملگجا ہے

لپیٹا ہے روئے زمیں کو الم نے
جگر شدّتِ غم سے شق ہو گیا ہے

ہیں اہلِ یمان و مضر محوِ ماتم
سب اقصائے عالم میں شیون بپا ہے ۵۷۲

پہاڑوں سے آتی ہے آوازِ گریہ
محلّوں میں شورِ فغان و بکا ہے

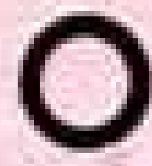
خدا کے نبی پر ہو رحمت خدا کی
کہ قرآنِ پاک اس پہ نازل ہوُا ہے!



ہے آہوں[۲۷] میں اٹکا ہؤا سانس میرا
نکل جائے اے کاش بس یہ دعا ہے!

کبھی آرزو تھی مجھے زندگی کی
ترے بعد جینا مگر بے مزہ ہے! ۵۷۴





۲۸

زمیں سے طراوت ہو کافور جیسے
یونہی تو نظر سے نہاں ہو گیا ہے

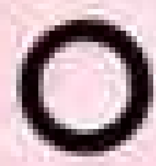
کبھی اب نہ آئے گا ناموسِ اکبر
کہ اب انقطاعِ کلامِ خدا ہے

ہمیں ڈھانپ لیتی زمیں کاش پہلے!
سحر بے طرب، شام بے ولولہ ہے

ترے دم سے روشن تھے اشراقِ عالم
گیا تُو تو جلتا دِیا بجھ گیا ہے

کیا خاکِ تربت نے پوشیدہ تجھ کو
یہ تربت نہیں خرمنِ غالیہ ہے!

تیسری کتاب



الٰہی! میں ہوں طالبِ فتح و نصرت
لَکَ الخلقُ وَ الامرُ تُو کبریا ہے!

ہمیں قومِ کفّار پر کامراں کر
کہ تو صاحبِ دہشت و دغدغہ ہے!

پلا ان کو اپنے غضب کا پیالہ
تو دانا ہے بینا ہے زندہ خدا ہے ۵۸۴

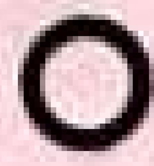
مد و جزرِ زیرینِ کاریز و حفرہ
رگ و پے میں مانندِ خون دوڑتا ہے

کوئی ایلِ مطلق نہیں ہے مگر تُو
کہ تُو مبدع و مبدی و مبتدا ہے

مسلمان و ملحد ، وفادار و باغی
ترے خوانِ نعمت کا زلّہ ربا ہے

تروح بطاناً وَ تغدوا خماصا
تری رحمتوں کی کوئی انتہا ہے ؟ ۵۸۸





خدا کو جو چھوڑے خدا اس کو چھوڑے
وہ ذاتِ منزّہ سراپا غنا ہے

خدا کا نہیں کوئی انباز و ہمتا
وہ ربِّ غنی بے ہمہ با ہمہ ہے

عزیز و جمیل و جلیل و مہیمن
اسی کو سجود و ستائش روا ہے

وہی ربِّ کعبہ، وہی ربِّ شعریٰ
جہاں دیکھتا ہوں وہی رونما ہے ۵۹۲

نہ تکلیفِ ما لا یطاق ان کو دے کر
بنی نوعِ انساں پہ احساں کیا ہے

بفحوائے نصِ لها ما کسبَتْ
جو بلوا ہے خود کردہ ' خود ساختہ ہے

بندھیں بادشاہوں کی کمروں پہ پٹکے
بس اک داستاں ظلِّ بالِ ہما ہے

اسیری میں لے جائے شہزادیوں کو
کبھی رات لمبی ' کبھی دن بڑا ہے ۵۹۶

کوئی شے نہیں کی عبث خلق اس نے
جو کہتا ہے دیوانہ و مسخرہ ہے

ستائش کرو اس کی مزمار و دف سے
کہ نغمہ تو تبجیلِ ذاتِ خدا ہے

کہو وحدہٗ لا شریکَ لہٗ سب
وہ سبّوح و قدّوس ربّ العلا ہے

قدیر اور قادر علیٰ کلِّ شئیٍ
وہ مالک ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے ۶۰۰

وہ دے چھاتیوں اور رحموں کو برکت
وہ نیّر بہ نیّر ، خلا در خلا ہے

کرے پہلے مجروح پھر باندھے پٹّی
وہ معشوقِ شوخ و تلوّن ادا ہے

ترازو میں تولا ہے ٹیلوں کو کس نے
ہواؤں کو کس نے مسخّر کیا ہے ؟

زمیں کے ستوں سب خداوند کے ہیں
اسی نے کہا : چرخ ۔ جوّ و فضا ہے ۶۰۴

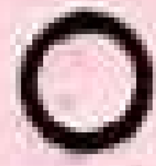
وہ انساں نہیں ہے کہ جو جھوٹ بولے
وہ صدق و صفا ہے نوال و نوا ہے

ہے دیکھا سنا لایدومُ خلیلُ
زمانے میں تنہا خدا کو بقا ہے

نہ تیرا نہ میرا بس الحکمُ لِلّٰہ
جو حقدارِ میراثِ ارض و سما ہے

نکال اپنے دل سے نہ ہونے کی حسرت
ہؤا تُو جو اس کا یہ سب کچھ ترا ہے! ۶۰۸





۲۹

میں اک کنزِ[۸] مخفی تھا خلقت کو میں نے
پئے عرف و تعریف پیدا کیا ہے

سمجھ آئے تم کو نہ تسبیح ان کی
مگر ذرّہ ذرّہ حکایت سرا ہے

مجھے سجدہ کرتی ہے طوعاً و کرھاً
ہر اک شے جسے میں نے پیدا کیا ہے

چپ و راست سائے کا ڈھلنا ہے سجدہ
خم و اضطراب و تقلّب ثنا ہے ٦١٢

ثنا میری کرتا ہے مرغِ خوش الحان
وفورِ طرب سے ترانہ سرا ہے

بھری ہیں زبانیں خوش الحانیوں سے
ہر اک حسبِ توفیق محوِ نوا ہے

مرے نام کو دل کی تختی پہ لکھنا
اسے بار بار آدمی بھولتا ہے

زمیں ہے تمہارے لئے خوانِ یغما
تہِ عرش جو کچھ ہے تم کو ہبہ ہے ٦١٦

تمہیں اپنی صورت پہ تخلیق کر کے
پراگندہ روئے زمیں پر کیا ہے

کرو جا کے معمور و محکوم اس کو
نہیں ہے زمیں یہ بچھونا بچھا ہے

لگاتا ہے بیٹے ہی کو باپ کوڑے
خدا کا عصا راستی کا عصا ہے

جُؤا ہے ملائم مرا ، بوجھ ہلکا
مگر ناسمجھ کے لئے طوقِ پا ہے ٦٢٠

وہ پاتا ہے اپنے ہی کانٹوں سے ایذا
وہ اپنے ہی رسّوں میں جکڑا ہؤا ہے

یکیدونَ کیداً وَ کیداً اکیدُ
خدا ان سے کمزور و کم حوصلہ ہے ؟

وَ اُملی لَھُم اِنَّ کیدی متینٌ
خبردار میرا عصا بے صدا ہے

دغا کے ترازو سے نفرت ہے مجھ کو
یہ پیمانہ نقصان و خسران کا ہے ۶۲۴

کسی نے سمندر کو چلّو سے ناپا
کوئی آنسوئے چرخِ اطلس اُڑا ہے ؟

چلا کوئی گہراؤ کی تھاہ میں ، یا
سمندر کے سوتوں میں داخل ہؤا ہے ؟

درختوں کو تم کس لئے پوجتے ہو
تمہارا خدا کیا زمیں سے اگا ہے ؟

ستاروں پہ مہریں لگاتا ہے اللہ
سمندر کی لہروں پہ وہ چل رہا ہے ٦٢٨

خدا ہی کھلاتا ہے بھوکوں کو روٹی
اور اندھوں کی آنکھیں وہی کھولتا ہے

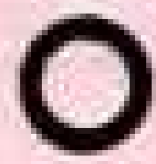
جو کُبڑے ہیں ان کو وہ کرتا ہے سیدھا
لرزتے ہوؤں کو وہی تھامتا ہے

کسی کو وہ بوئے تو کاٹے کسی کو
وہ بستانئی باغِ ہر دو سرا ہے

کبھی نحن اقرب ، کبھی لن ترانی
وہ آقائے جبّار "معشوقِ ما" ہے ٦٣٢

نیا گیت گاؤ حضورِ خدا میں
بدیہہ آفرینئی عیارِ وفا ہے

کہیں آفرینش میں اے چشمِ ناظر!
فطور و تفاوت نظر آ رہا ہے؟



تو کس طرح کرتا ھے مُردوں کو زندہ ؟
جو انساں تھا موجِ ھوا بن گیا ھے !

ھے شاھد قُلِ الرّوحُ مِنْ امرِ ربّی
که حجّت تری حکمتِ بالغه ھے ٦٣٦

وھی ھے شفا جو ھو تیری طرف سے
جسے غیر بخشے وہ رنج و شقا ھے

منزّہ ھے مِثْل و ضِد و شِبْه و نِدْ سے
تو سرحدِّ ادراک سے ماورا ھے

تری شان ھے احکم الحاکمینی
تو سر چشمۂ اقتدار و بقا ھے

تو بیدار و پاینده ، قیّوم و زنده
ازل سے تو تخلیقِ جاں کر رہا ہے ٦۴٠

کَاَنَّ ، لَواَنَّ ، لِمَ ، مَنْ سے برتر
مجھے شوق تیری طرف کھینچتا ہے

تو رہتا ہے آنکھوں میں بستا ہے دل میں
مگر صرف عارف ہی پہچانتا ہے

دقائق کو عارف کرے آشکارا
کہ رمز آشنائے بقا و فنا ہے

مرے اشک کرتے ہیں میری شفاعت
مرے جرم سے عفو تیرا بڑا ہے ٦۴۴

بدن گرد آلود ہے چشم پُرنم
یہ نم ہے محبّت کا ، گردِ وفا ہے

خدائی ــ ربوبیّتِ عالمینی
خدائی خبر گیریٔ بے نوا ہے

(زمیں پر خدا کا خلیفہ ہے انساں
اسی واسطے رنج میں مبتلا ہے)

کیا دل کو زندہ محبّت کے مینہ سے
مرا ہر بُنِ مو سرا پا ثنا ہے ٦٤٨

جو تھا اک بیابانِ بے آب و دانہ
وہ تیری توّجہ سے گلشن بنا ہے

جو مردانِ دانا ہیں ڈرتے ہیں تجھ سے
کہ دانش حقیقت میں خوفِ خدا ہے

اذا ما تجلّٰی تحار العقولُ
جو آنکھوں کو اُچکے وہ تیری سّنا ہے

کرے منہ ثنا تیری مسرور لب سے
کفِ خاک کو تو نے گویا کیا ہے ٦٥٢

بناتا ہے تو اپنا رتھ بادلوں کو
کہ تختِ رواں تیرا آب و ہوا ہے

ترے پاس سر چشمہ ہر زندگی کا
ترے نور سے چرخ آراستہ ہے

چراگاہ میں جھنڈ کے جھنڈ پھیلے
خوشی سے کمربستہ کوہِ صفا ہے

ہے عَذباً فراتاً ــ نہ مِلحاً اجاجا
پہاڑوں سے آبِ خنک پھوٹتا ہے ٦٥٦

وَ انتَ المقدّم وَانتَ المؤخّر
تو منزل ہے مقصود ہے مرتجیٰ ہے

نہیں کوئی معبود تیرے علاوہ
ترا راز کوئی کہاں پا سکا ہے

حفیظ و حسیب و مُقیت و مصوّر
ستائش تری جان و دل کی غذا ہے

مٹے وہ جو تیرے قواعد کو بھولے
ملا ہے جسے فہم زندہ رہا ہے! ٦٦٠



ہے اضداد سے رونقِ بزمِ عالم
بہار و خزاں ہے تموز و شتا ہے

تنوّع پہ قائم ہے یہ کارخانہ
ہر اک شے کا منہاج و مسلک جدا ہے

کہاں ہے یہاں جزوِ لایَتَجزّیٰ ؟
عرَض ہو کہ جوہر تغیّر نما ہے

یہ قدرت ہے اس قادرِ لم یزل کی
نواسنجِ صُنعِ خدا ، ناخدا ہے ٦٦٣

سمائے دلِ عبدِ مومن میں مولا
کہ تنگ اس پہ پہنائے ارض و سما ہے

وہ محسوس و موہوم ہے ذوالعجائب
بہ تنزیہہ و تشبیہ ، بے تجزیہ ہے

وہی ہے وہی مستماح و مؤمّل
وہی مامن و مرجعِ بے نوا ہے

بہ اوصافِ علیا و اسماء حسنیٰ
زمانہ سدا اس کا دستاں سرا ہے ٦٦٨

زمانہ ھی کھوٹے کھرے کی کسوٹی
زمانہ ھی تابوتِ عہدِ خدا ہے

زمانہ یروشیلم و طورِ سینا
زمانہ ھی فاران و غارِ حرا ہے

کسے حمدِ باری تعالیٰ کا یارا ؟
قلم خشک لب ہے زباں بے نوا ہے !

بُرُد المنایا تصیب و تخطی
توکّل بر اسبابِ ظاہر خطا ہے ٦٧٢

جہاں کیا کرشمہ ہے کُنْ فَیکوں کا
وہ مختار کرتا ہے جو چاہتا ہے

وہ حنّان و منّان و ذوالطّول و مُعطی
سزا وارِ حمد و مدیح و ثنا ہے

علیمٌ خبیرٌ سمیعٌ بصیرٌ
وہ خالق ہے مالک ہے فرمانروا ہے

پکارو اسی کو بہ سرّآ و ضرّآء
وہ ہر شے کا نعم البدل بخشتا ہے ٦٧٦

وہ شامل ہے خلوت کی سرگوشیوں میں
وہ خواب و خیال و خلا و ملا ہے

چلے آس کے پیڑ میں جیسے پانی
ہمارے بدن میں یونہی چل رہا ہے

وہ وہّاب و رزّاق و فتّاح و باسط
دریچے دل و ذہن کے کھولتا ہے

سمجھتے ہو قہار و جبار جس کو
وہ سرچشمۂ رحمتِ کاملہ ہے ٦٨٠

کہا اس سے آنکھوں نے سمعاً و طاعةً
غلام اپنے آقا کو پہچانتا ہے

سرار و جہار اس کو کرتا ہے سجدہ
کسے اس کی ہستی میں چون و چرا ہے؟

وہ ذوالبطش و دیّان و سلطان و مقسط
ہر اک شے کو میزان میں تولتا ہے

رہے شہرِ نہ دَر میں مہمانِ روحی
خدا غیر فانی، خودی کو فنا ہے ٦٨٤

ہے توحید تطہیرِ دل ماسوا سے
وہ ملحد ہے جو بندۂ ماسوا ہے!





اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرے
اسی طرح قرآن نازل ہؤا ہے

حدیث و قصص کا خزانہ ہے قرآن
درِ فضل و احساں شب و روز وا ہے

ہے ہر رطب و یابس کتابِ مبیں میں
ہر اک شے کا اس میں بیاں آ گیا ہے ٦٨٨

ہے اعجازِ قرآن قولی و فعلی
جسے اس میں شک ہے حمار و فرا ہے

کلام الملوک ملوک الکلام
دل اقرار کرتا ہے وحیِ خدا ہے

کہے شیرِ خاداش داؤد اس کو
نئی لَے ہے اس کی ' نیا زمزمہ ہے!

۳۰

بیاں سے فزوں ہے حلاوت ' طراوت!
کسے تابِ تحدیثِ حسن و بہا ہے؟ ٦٩٢

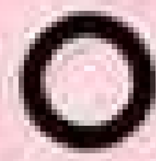
تنا اس کا سیراب شاخوں پہ پھل ہیں
کلامِ خدا ہوں یہ خود بولتا ہے

رسولانِ پیشیں کے سارے صحیفے
کلامِ مبیں مسترد کر چکا ہے

مجلّہ ہے لقمان کا خوب لیکن
غبارِ زمانہ سے دھندلا گیا ہے

ہے تقویمِ پارینہ از کار رفتہ
حکایاتِ فرسودہ میں کیا دھرا ہے؟ ٦٩٦

ہمیں ہفت گنجینہ ہے ہفت ہیکل
یہ دولت وہ دولت ہے جس کو بقا ہے!



وَ انذِر عشیرَتکَ الاَقربینَ
یه اذکار و تذکیر کا فلسفه هے

وه اسرار و اوهام سے پاک مذهب
هر اک کو جو ایک آنکھ سے دیکھتا هے

نه رهبانیت هے نه عزلت و تبتّل
سلام و سکوں هے قبول و رضا هے ٠٠٧

هو کیونکر نه غالب یه سب مذهبوں پر
که یه سر بسر قوّتِ نامیه هے

خرد سے مخمّر هے یه دینِ فطرت
یه رفعِ قناع اور کشفِ غطا هے

اذان اس کی اذعان و سعی و توکّل
مسلماں مستغنئ ماسوا ھے

ھجومِ مصائب میں شادان و فرحاں
زباں نغمہ سنجِ ثنائے خدا ھے ۷۰۴

شکستِ عزائم سے پہچانے رب کو
جو چڑھتا ھے وہ شام کو ڈوبتا ھے

بلاغ امرِ معروف ھے نہئ منکر
طلب بے نیازِ جحود و ھجا ھے

۳۱

جئیے کیوں وہ محکوم و مجبور ھو کر
کہ انسان آزاد پیدا ھؤا ھے ؟

ابوالوقت ھوتا ھے مجذوب و سالک
جو شاکی ھے ایّام کا ژاژخا ھے ۷۰۸

اتار اپنی گردن سے طوقِ غلامی
اے ابنِ بشر! کیا یہی ارتقا ھے ؟

سمجھ فرصتِ زندگی کو غنیمت
عبث تو رہینِ فغان و گلہ ہے

توقّع غلط ہے شکایت ہے بیجا
زمانے کی عادت ہی دجل و دغا ہے

ہے مدح و ملامت موحّد کو یکساں
خدا کی فقط وہ رضا ڈھونڈتا ہے ۱۲

عبادت میں محنت کرو حسبِ طاقت
کسی کام میں ہو غلو ناسزا ہے

جو سنتا ہے سنتا ہے قول الاباطل
زباں دانش آموز ' دل بتکدہ ہے

بچا شرِّ حاسد سے بارِ الٰہا!
کہ تمویہ و تدلیس و خُبث و خنا ہے

خدا کی پناہ امتحان و بلا سے
کسے طاقتِ امتحان و بلا ہے؟ ۱۶

گرفتارِ درد و مصیبت ہے زچّہ
کہ یا اہلِ دل کوئی سسکارتا ہے

رہِ شوق میں مشعلِ راہبانی
ریاض و نیاز ، انکسار و حیا ہے

ہے صبر و سماحت ہی ایمان باللہ
وہ مومن نہیں جو تنک حوصلہ ہے

یہی جنّۃ الخلدِ دنیائے فانی
یہی بیتِ احزان و بزمِ عزا ہے ۲۰ے

۳۲

ہمیشہ ملے آگے بڑھنے میں عزّت
ثباتِ قدم پیش کارِ عُلا ہے

کبھی بزدلی سے بڑھی زندگانی
کبھی وقتِ موعودہ پیچھے ہٹا ہے؟

یہ پوچھو تو لب تشنگانِ ہنر سے
کنوئیں کو گھڑا کس لئے ڈھونڈتا ہے؟

ہے تحصیل و انفاق سود و سعادت
اور امساک و اسراف عُسر و عنا ہے ۲۴

ہے توحید ـــ داد و دہش ، زہد و تقویٰ
یہ تجرید و تفرید کا راستہ ہے

یہی فرق ہے جالب و مُحتکر میں
یہ ربو و ربٰی ہے وہ بیع و شرا ہے

انا کَنزُکَ مارِ پیچاں کہے گا
تو دولت سزا کے لئے جوڑتا ہے ؟

نہ احقاقِ حق میں ہو اخفا و خشیت
کہ سچ کہنے والا حبیبِ خدا ہے ۲۸

کرو علم حاصل سیادت سے پہلے
کہ بے علم سے جانِ عالم خفا ہے

ہے جانِ جہاں الفتِ علم و عرفاں
یہی اسمِ اعظم ہے نامِ خدا ہے

تفکّر دل و عقل کا حجِّ اکبر
یہ لوحِ طلسمِ خلا و ملا ہے

ادب سے ہو آباد ویرانہ دل کا
تفکّر نہیں جس میں وہ علم کیا ہے؟ ۳۲ـ

ہوئی پہلے تخلیق عقل و قلم کی
فروغ ان کو نورِ نبی سے ملا ہے

ہے حکمِ: اعدّوا لھم ما استطعتُم
ترقّب تو میرِ سپاہِ خدا ہے

امانت ہے دروازہ آسودگی کا
وگرنہ ہوس کی کہیں انتہا ہے!

کرو امن قائم، رہو آشتی سے
کہ شرّ و فساد التہابِ حشا ہے ۳۶ـ

بچو بدگمانی سے، تخمین و ظن سے
جو افواہ پھیلائے ماخولیا ہے

بچو فحش و منکَر سے ، مَین و منی سے
سکڑتی ہے روح اور دل اینٹھتا ہے

سفر بحر و بر کا وسیلہ ظفر کا
تلاش و تجسّس میں فوز المنیٰ ہے

عمل کے جلو میں ہے رَدِّ عمل بھی
جو مردم گزیدہ ہے مردم گزا ہے ۲۴۰

بنے آڑ باطل کی حق بات اکثر
کہ کج کو ہمیشہ ہی کج سوجھتا ہے

دماغ آدمی کا ہے فرمانبرِ دل
جو بولے یہ اس کی سَند ڈھونڈتا ہے

ہے تاکیدِ احسنْ الیٰ من اساءٔ
مُسیٔ راندۂ درگہِ کبریا ہے

سوال ابنِ آدم سے کرتی ہے فطرت
کہاں سے تو آیا ، کدھر جا رہا ہے ؟ ۲۴۴

سن اے محوِ رنگینئی رقص و رامش!
مقدر ترا صیحہ و صاعقہ ہے

چھپا کر نہ رکھ اپنی آنکھوں میں آنسو
تو راتوں کو نیندوں میں کیوں کھو رہا ہے؟

سکوں دل کو ملتا ہے قصرِ امل سے
ہوا و ہوس گنجِ رنج و عنا ہے

محبّت تو محبوب کی ہے اطاعت
تو بیگانگاں کی رضا ڈھونڈتا ہے ۷۴۸

بلاکش کو فرشِ حریری سے بڑھ کر
سریرِ مغیلاں، حصیرِ حصا ہے

رہینِ حوادث ہے کلّ ابنِ انثیٰ
ہر اک آدمی مشکلوں میں گھرا ہے

ہوا کے پرندے نہ بوئیں نہ کاٹیں
مشقّت میں آدم کا بیٹا جُتا ہے

کیا ہم کو غم کے لئے اُس نے پیدا
جو بے غم ہے بچّہ ہے یا باولا ہے ۵۲ء

جو راتوں کو باب الفرَج کھٹکھٹائیں
انہیں مژدۂ وصلِ جاناں ملا ہے

ہے ہمتّ ہی اے صاحبو! اسمِ اعظم
یہی ہوبہو نسخۂ کیمیا ہے

تعلّی نہیں شیوہ اربابِ دل کا
دفِ موجِ آبِ گہر ، بے صدا ہے

چڑھو نردباں پر مگر پایہ پایہ
کہ عجلت میں اندیشۂ سقطِ پا ہے ۵۶ء

سب اہلِ ریاضت میں ہو خرقِ عادت
یہی کچھ کرامات ہے معجزہ ہے

جگر چاک ہو سنگ ضربِ عصا سے
یہ شاخِ شجر ہے کہ یا اژدھا ہے ؟

نہ زہد و تقشّف نہ سحر و تکہّن
ترا راستہ بیچ کا راستہ ہے

لِکلّ امریٔ ما نویٰ : قولِ برحق
بالانجام پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے ۷۶۰

وہی کام نافع ہے جو مستقل ہو
تلوّن مزاجی خلافِ وفا ہے

چھپانا ہلاکت ہے علم و ادب کی
جہالت ہے جو علم بے فائدہ ہے

کسی سے نہ خدمت ہو دو مالکوں کی
کبھی ہو نہ آسودہ جو دو دلا ہے

شراب اژدھاؤں کا بِس ' زہرِ قاتل
تو نکتارِ شیریں پہ بھولا ہؤا ہے ۷۶۴

نہ کر خونِ انصاف لالچ میں آکر
زباں چُپ رہے تو لہو بولتا ہے

عطا کی ہے جس نے ترے دل کو دانش
صداقت کی قربانیاں مانگتا ہے

دکھوں کو جو بوئے گناہوں کو جوتے
وہ وقتِ درو ، فصلِ غم کاٹتا ہے

رعایت ہے ناراستی فیصلوں کی
ارادے جو بدلے نحوست زدہ ہے ۶۸ء

مقدّس الٰہوں کی روح اس میں بولے
یہ گوسالۂ سامری ، کیا بلا ہے !

وہ صیدانی عمّونی ملکوم و عستر
بتِ نامسلماں شریکِ خدا ہے

بتوں کے مقاموں کو مسمار کرنا
ہر ایک اہلِ ہمّت پہ فرضِ خدا ہے

یہی خمر و آزلام و آنصاب و میسر
یہی جبت و طاغوت ہے اور کیا ہے ! ۷۲ء

جو انسان کی دستکاری کو پوجے
وہ ممسوحِ ابلیسِ تلبیس زا ہے

گیا وقتِ میخواری و عیش کوشی
اٹھو عمر کا قافلہ لد رہا ہے

وصالِ غوانی کا انجام تلخی
جو احلیٰ و اعلیٰ ہے روحی نشہ ہے

مبارک ہے گمنام و بےوقُر بندہ
که نام و نمود آفت و ابتلا ہے ۷۷۶

طبیعت کے سفلے ہوں تیّاہ و زاہی
مذاقِ خسیسانه ہی خود نما ہے

۳۳

هلوع و جزوع و منوع ابنِ آدم
ہے کربِ مجسّم ، تو کس کی خطا ہے؟

زمانے کی عادت ہے ابله فریبی
فراست سے بے بہرہ ہی دھریہ ہے

فراست سکھاتی ہے چہروں کو پڑھنا
مصنّف کتابوں میں چہرہ نما ہے ۴۸۰

حفاظت کرو اپنے دل کی ہمیشہ
یہ عینِ عیونِ صواب و خطا ہے

کرو ضبطِ نفْس، انضباطِ نفَس سے
وہ کاظم ہے جو سانس کو روکتا ہے

پرانی حدوں کو نہ سرکاؤ یونہی
روایت تو سر چشمۂ ارتقا ہے

ہے نورِ سحر کی طرح راہِ صادق
کبھی چاند بھی راستہ بھولتا ہے؟ ۴۸۴

کرو رحم چھوٹوں پہ آدر بڑوں کا
کہ حفظِ مراتب میں ملّی بقا ہے

ہر انسان فریضہ بجا لائے اپنا
منافق ہے جو خواستگارِ صلہ ہے

تکبّر کے ہمراہ آتی ہے ذلّت
کہ جڑواں ہی جوڑا یہ پیدا ہؤا ہے

کرے اہلِ حکمت کی حکمت حفاظت
نہ رہزن کا ڈر ہے نہ بیمِ بلا ہے ۸۸ء

ہے گو باعثِ ازدیادِ محبّت
مگر ہدیہ سے اجتناب اتّقا ہے

ہے تخمِ نفاق اقربا پروری میں
یہ رشوت ستانی نہیں ہے تو کیا ہے؟

پریزاد پاتر ہے دُنیائے دلبر
گُل اندام شمشیرِ آهیختہ ہے

کبھی دست مالی کبھی کفش کاری
عجب امتزاجِ فریب و وفا ہے ۹۲ء

کبھی سکتہ و انفعال و تذلّل
کبھی زہو و اعجاب و کبر و انا ہے

بھر سُو کمندیں چھپی ہیں زمیں میں
یہ دنیا کا نزہت کدہ ، صید گہ ہے

ہے افسوس ! افسوس ! افسوس ! اس پر
جو عیش و تنعّم کا حسرت زدہ ہے

بگولے کی مانند آئے گی آفت
بندھا پھر کہاں جب یہ جھکّڑ چلا ہے ؟ ۷۹۶

زبونی ہے اعطیٰ قلیلاً وَ اکدیٰ
وہ دل مانگ جو جوئے جود و عطا ہے

زر و مال میں اس نے رکّھی ہے لذت
اسی واسطے اس کو فتنہ کہا ہے

دلِ اُمِّ موسیٰ کی مانند خالی
سخی مرد کا کیسہ غربال سا ہے

تبسّم بھی ہے پیشِ اِخوان صدقہ
جو سرکہ جبیں ہے خر و خنفسا ہے ۸۰۰

ہے عصیان و طغیان کفرانِ نعمت
اطاعت رہ و رسمِ اہلِ صفا ہے

ہمیشہ رہو بچ کے عجز و کسَل سے
وَ لا تَہِنوا شمعِ راہِ ہُدیٰ ہے

کتابوں میں حکمت کو کر لو مقیّد
کہ یہ صید آہو تگ و باد پا ہے

ڈرو حُزن و ہَم سے، بچو یاس و غم سے
کہ ایمان رَیحان و رَوح و رجا ہے ۸۰۴

جو رو رو کے بوئیں وہ گا گا کے کاٹیں
حقیقت میں کاسب حبیبِ خدا ہے

ہے اندیشہ سنجی ہی بیدار مغزی
پریشاں خیالی زیاں جان کا ہے

جلیں خواہشیں آتشِ معرفت سے
ہوس سے مُبّرا ہے جو باخدا ہے

حریصوں کے جنگ و جدل کا تماشا
کھڑا بے نیازانہ وہ دیکھتا ہے ٨٠٨

نہ ہو عبدِ صالح نوا سنجِ شکوہ
نزولِ بلا امتحانِ وفا ہے

پری گوشۂ عیش و بہجت سے پہلے
سیہ خانۂ حسرت و وسوسہ ہے!





مجسّم عزیمت ہے ایّوبِ صابر
بدن ذوالقروح و زباں پُر ثنا ہے

تھا سر کردہ وہ عوض کی سر زمیں کا
مگر سینگ اس کا زمیں پر پڑا ہے ۸۱۲

کرے اُف تو خارج ہو پیغمبری سے
سراپا وہ تصویرِ صبر و رضا ہے

"ہمیں چھوڑ کر غیر سے التجا کی
یہ آرے سے چِرنا اسی کی سزا ہے!"

الیفز[۳۴] کو بلدد کو ضوفر کو دیکھو
جو خود آشنا ہے خدا آشنا ہے

بشر گھاس کا پھول ، شبنم کا قطرہ
نوامیسِ فطرت سے جنگ آزما ہے ۸۱٦

وہ ناشکر ، بے ضبط ، نیکی کا دشمن
جو طبعی محبّت سے ناآشنا ہے

ہے خانہ خراب اپنے ہی مشوروں سے
تماشا وہ گھر پھونک کر دیکھتا ہے

یہ کرتا ہے اسرارِ باطن کو ظاہر
حکوت ہو دولت ہو سفلی نشہ ہے

ہیں فقر و غنا دونوں وابستہ دل سے
امیری غریبی کا مضموں جدا ہے ۸۲۰

نجابت ہے اک جنسِ نایاب و نادر
اسے کوے و برزن میں کیا ڈھونڈتا ہے؟

خرد زر سے بہتر ہے کندن سے افضل
تو دانش کو سکّوں میں کیا تولتا ہے؟

بہت عاجز اندر سے ہوتے ہیں جابر
کہ چہرہ تو گمراہ کُن بدرقہ ہے

کرو فرق مسکینی و مفلسی میں
جو مفلس ہے دل اس کا طوعِ رضا ہے ؟ ٨٢۴

خجل اس سے خنّاس و سیماب و حِربا
بشر اپنی فطرت میں بہروپیا ہے

نہ ہر خانہ برباد و مفلس ہے مسکیں
نہ ہر تاجرِ صاحبِ طنطنہ ہے

جو دل کا فروتن ہے پائے گا عزّت
کہ وہ ہمرکابِ رسولِ خدا ہے

ہے اک مختصر وقفۂ خواب و یقظہ
خبردار ہو زندگی برق پا ہے ٨٢٨

خیالوں کی مانند جاتی ہیں عمریں
تو اے نفس ! کس وہم میں مبتلا ہے ؟

ہے عظمت کی راہوں پہ ظلمت کا پہرہ
ہر اک بطلؔ گر گر کے اوپر چڑھا ہے

محبّت کا پیغام: بشّرِ و یسّرِ
ہمیں ردّ و تسلیم کا حق ملا ہے

کوئی فتح پائے نہ قوّت سے تنہا
بنامِ خدا غلبہ و اعتلا ہے ۸۳۲

یہ دنیا ہے گویا درختوں کا سایہ
ٹھہر کر جہاں راہرو چل پڑا ہے

کرو جس پہ احساں ڈرو اس کے شر سے
کمینے سے کب بارِ احساں اٹھا ہے ؟

کرو سانپ کی جس قدر چاہے سیوا
مگر جب بھی موقع ملے کاٹتا ہے

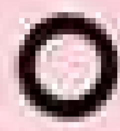
کریں خردہ گیری ہر اک زندہ دل کی
یہاں کس کا دامن سلامت رہا ہے ؟ ۸۳۶

عدو و مرض ہو کہ یا قرض و دشمن
سمجھنا حقیر اس کو جہل و عمیٰ ہے

سراسر ہیں دھوکے کے دشمن کے بوسے
مگر دوست کا زخم بھی پُر وفا ہے

دیا بارہا سادہ قصّوں نے دھوکا
حقیقت بھی کتنی فسوں ماجرا ہے!





وعیدِ عذاب اس پہ ہو کیا مؤثّر
که انسان سخن ناشنو ، بے وفا ہے ! ٨۴٠

کیا اس کو تقویمِ احسن میں پیدا
مگر اسفل السافلیں میں پڑا ہے

خزانوں پہ کرتے ہے بے عقل تکیہ
ہیں خود خاک اور خاک پر آسرا ہے

جو دعویٰ ہے ان کا جہالت کا دعویٰ
غرور و تعصّب نے بہکا دیا ہے

جو برہانِ روشن کو دیکھیں تو بولیں:
یہ سحر و کرشمہ ہے یہ سیمیا ہے ٨۴۴

کریں تن کو آباد دل کو اجاڑیں
انہیں عقلمندی کا ٹھیکہ ملا ہے

غمِ زندگی سے کسلمند و خستہ
غنودہ ہے ادراک ، دل اونگھتا ہے

دماغوں میں جالے ، زبانوں پہ تالے
انہیں حرص کی علتِ مزمنہ ہے

وہ دن رات تنتے ہیں مکڑی کا جالا
عمل کے بغیر آرزو ، ابتلا ہے ۸۴۸

کھڑے بیٹھے سیتے ہیں افعی کے انڈے
کرے ان پہ کخ کخ جو بھی دیکھتا ہے

بچیں گے سزائے جہنّم سے کیوں کر
انہیں کس یدِ غیب کا آسرا ہے ؟

وہ ہیں زور آور مگر مَے کشی میں
ہے قد نو گزا ، ذہن بالشتیا ہے

گھروں میں اندھیرے میں وہ سیند ماریں
ہے وہ بختیاور جو ان سے بچا ہے ٨٥٢

ہے بت ان کا منصب تو معبود سونا
انہیں کا شب و روز ان کو نشہ ہے

وہ لعنت کو پوشاک کی طرح پہنیں
رذالت کا ماتھے پہ ٹھپّا لگا ہے

بدی کو وہ پیتے ہیں پانی سمجھ کر
انہیں خارشی اونٹ کا عارضہ ہے

شریروں کی ہر فتح ہے چند روزہ
مگر ان کی آنکھوں پہ پردہ پڑا ہے ٨٥٦

دغاباز و زردوست ، مغرور و بدگو
بھلائی کی ان سے توّقع خطا ہے

ہیں لات و منات و ہبل کے پجاری
رگ و ریشہ میں عزّیٰ و نائلہ ہے

ودّ و ذات انواط و دوّار و عبعب
صنم گر حضورِ صنم میں دوتا ھے

سواع و یغوث و یعوق ان پہ حاوی
اساف اور نسر ان کا گویا خدا ھے ٨٦٠

نہ منہ سے وہ بولیں نہ آنکھوں سے دیکھیں
تمہیں ان کھلونوں کا کیا آسرا ھے ؟

کثیر الفضول ، قلیل الدماغ
انہیں سہو و نسیان کا عارضہ ھے

ھیں دل نیند میں لیکن آنکھیں کھُلی ھیں
بجا ان کو حیوانِ ناطق کہا ھے

لبوں پر ھے : وا حسرتا ! وا دریغا !
دل اپنی روش پر چلا جا رہا ھے ٨٦٤

ترقّی ھے شرمندگی احمقوں کی
پہ بدبخت و احول کہاں مانتا ھے ؟

جحیم و سعیر و سقر ان کا مأویٰ
لظیٰ ، حطمہ و ھاویہ ــ زاویہ ھے

دلوں میں مرض ھے جو ھے روز افزوں
طبیبوں کی تشخیص ھے لادوا ھے

یہ وہ لوگ ھیں جن کا ھونا نہ ھونا برابر
۸٦۸ یہ اولادِ شر ، ھیزمِ ھاویہ ھے

کریں ظلم پر فخر ، چوری پہ پھولیں
خرد دنگ ھے ، ھوش حیرت زدہ ھے

سمجھتے ھیں لہو و لَعب زندگی کو
جو فضلِ مبیں ، نعمتِ بے بہا ھے

۳۵
سمندر سے گویا وہ بھرتے ھیں چلّو
ادھر ساقئی حوضِ کوثر کھڑا ھے

زھے سادگی نستخیل الجھامَ
۸۷۲ فریبِ تمنّا نے اندھا کیا ھے

سفال و خزَف کو سمجھتے ہیں موتی
ملمّع نے آنکھوں کو چندھیا دیا ہے

شبِ سرد میں جیسے جگنو پکڑ کر
خس و خار کو بوزنہ پھونکتا ہے

کہ و مہ کا مذہب وہی ہے جو شہ کا
کہاں صاحبِ رائے ؟ غولِ رمہ ہے !

کوئی عبدِ عُزّیٰ ، کوئی عبدِ حارث
جسے دیکھئے بندۂ ماسوا ہے ۸۷۶

ہو اللہ سے اتّصال و تعلّق
تو قیدِ علائق سے وحشی چھٹا ہے

مفاد و مصالح کی زنجیرِ زر سے
دلِ حُر کو صیدِ مکائد کیا ہے

ہر اک بُت کو ہے کبریائی کا دعویٰ
مگر صاحبِ یفعلُ ما یشا ہے ؟

لگاتے ہیں نعرہ وہ اعلٰی ہبل کا
جو خود آفریدہ ہے ان کا خدا ہے ۸۸۰

"ہے عُزّیٰ معین و مددگار و ناصر!"
جو کہتا ہے یہ کس قدر بے حیا ہے

ہیں بے نور آنکھیں دلِ بولہب کی
نشہ بت پرستی کا دل میں رچا ہے

سمجھتے نہیں منصبِ آدمیّت
بشر دام و دد کا قصیدہ سرا ہے

حریصِ حیات اور شہوت کے پُتلے
دماغ اوندھے، ذہنوں میں شورِ خلا ہے ۸۸۴

زباں ان کی جھوٹی ہے اونچی ہیں آنکھیں
بدن بے گناہوں کے خوں سے رنگا ہے

شرارت کے منصوبے دل ان کا باندھے
قدم ان کا سوئے بدی دوڑتا ہے

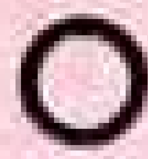
وہ حصنِ حصیں دل کا برجِ مشیّد
تن آسانیوں نے مسخّر کیا ہے

ہے لا و نعم سب سہولت کے تابع
سخن ان کا ناقابلِ اعتنا ہے ۸۸۸

کبھی سیر ہوتی نہیں ان کی آنکھیں
جگر اسفل السّافلیں کا کُرہ ہے

نمایاں ہے نیرنگئی کفر و ایماں
کہ نامحکمی کا انہیں عارضہ ہے !





شرف اس کو پکڑے شرف سے جو بھاگے
اجل کی تمنّا[۳۶] نویدِ بقا ہے

جدھر رب ادھر سب بھلا اس میں کیا شک!
جوان و توانا ہے جو با خدا ہے ۸۹۲

کبھی کشفِ کونی ، کبھی کشفِ ذاتی
وَ بی یبصُرُ[۸] کا عجب سلسلہ ہے

ہے کشف و کرامت کی منزل سے آگے
جو میدانِ توحید و دار الورا ہے

جسے تم سمجھتے ہو کشف و کرامت
وہ حیض و نفاسِ دلِ اولیا ہے

کرے پیروی اس کی شِبْراً فشِبْراً
مسلماں پہ مشرک کا سایہ پڑا ہے ۸۹۶

یہی بختِ واژوں ، یہی طالعِ دوں !
دلوں کے حرم میں صنم گھس گیا ہے

دلوں ہی سے پھوٹے ہدایت کا چشمہ
دلِ رازداں قیّمِ قافلہ ہے

نہ ہو خوئے سرگوشی و راز داری
غرض سے مبّرا زباں بے ریا ہے

سکھاتی ہے مکّاری و فیلسوفی
یہ دنیا بَدِل زنکۂ کافرہ ہے ۹۰۰

سمجھ لو فسوفَ یکونُ لزاما
یہ دارِ عمل ہے وہ دارِ جزا ہے

وہی کام اچّھا ہے جو نفع بخشے
کہ اشیا کو حسبِ افادہ بقا ہے

خداوند سے ڈر ، بدی سے حذر کر
که خوفِ خدا علم کی ابتدا ہے

—

نگہبان ہوں علم کے ہونٹ تیرے
که علم اوج و اقبال کا راستہ ہے ۹۰۴

جلاّہے کی ڈھرکی سے دن تیزتر ہیں
ٹھہرتی نہیں عمر گویا ہوا ہے

صیانت ہے لاتسئلوا النّاسَ شیئا
تعفّف خوئے مردِ باحوصلہ ہے

تو لنگڑے کی لاٹھی بن اندھے کی آنکھیں
که فیض و کرم شانِ اہلِ وفا ہے

سُن : احسن کما احسن اللہ الیکَ
جو بے فیض ہے خرمنِ سوختہ ہے ۹۰۸

ملی کس سے خوشحالی و تندرستی
تو اپنی حقیقت کو کیوں بھولتا ہے ؟

تلطّف سے ، خوشبو سے ، پاکیزگی سے
بشر باغِ رضواں میں داخل ہؤا ہے

سمجھتے ہیں شہ زور ہم تو اسی کو
غم و غصّہ میں خود کو جو تھامتا ہے

خُذ العفوَ و اعرض عنِ الجاہلینَ
۹۱۲ کہ ناداں سے تکرار بے فائدہ ہے

یقیں ہی فقط دے سکے دل کو تسکیں
غِنیَ النّفس اے نفس ! خیرالغنیٰ ہے

عمل جاہلیّت کا ہے شور و نوحہ
فغاں عشق کی نالۂ بے صدا ہے

وہ بد نظمی و انتشار و تشتّت
یہ تنظیم و جمعیّت و تعبیہ ہے

براہیم کا دین ہے سہل و آساں
۹۱۶ فراغ و فروغ و سرور و صفا ہے

نہیں ہے یہ دینِ یہود و نصاریٰ
تو اس میں خم و پیچ کیا ڈھونڈتا ہے؟

حمیّت رکھے ملک و ملّت کو زندہ
جو محرومِ غیرت ہے خواجہ سرا ہے

کوے و کاخ ویراں میں بھٹکے مسلماں
برہمن کو بَیت الصنم مل گیا ہے

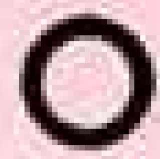
اندھادھند تقلیدؔ نصرانیوں کی
سفاہت ہے ادبار ہے داھیہ ہے

تبدّل کہاں سنّتِ عزّ و جلؔ میں!
قلم لوح تقدیر کی لکھ چکا ہے

نہ لوٹے گی یہ عمرِ برباد رفتہ
حلول و تناسخ فقط واھمہ ہے!



چوتھی کتاب



جو مدّ مقابل ہے — فرعونِ سرکش
ڈرے ربِّ موسیٰ سے جو آسیہ ہے

صنم گاہِ نمرود سے نکلی رعضہ
مگر نوح کی ہمسفر واعلہ ہے ۹۲۴

کوئی فاعلہ — مریمِ مجدلانی
کوئی دخترِ امصیا — یکلیا ہے

ہوئی اپنے چرواہے کوشی پہ عاشق
جو مہ رُو کتاں پوش تھی بے ردا ہے

تعلّق سر و بن کا سمجھیں تو کیسے ؟
کہ سرِّ ازل عقل سے ماورا ہے !

یہ مانع ہے بارِ دگر دیکھنے سے
۹۲۸ نگاہوں پہ پلکوں کا پردہ پڑا ہے

ہے حق جسم و زوج و نظر کا بھی تم پر
جفا کار و جائر ہے جو یک رخا ہے

کرو حسن سے والہانہ محبّت
محبّت دلِ ناتواں کی غذا ہے

دلوں میں نہاں ہیں محبّت کی راہیں
روش لا ابالی ہے بے قاعدہ ہے

حفاظت کرو شرمگاہ و زباں کی
۹۳۲ کہ حِفظ و حیا شعبہ ایمان کا ہے

کرو عہد آنکھوں سے مضبوط کر کے
کہ پرنار کو گھورنا ناروا ہے

بدی کرنے والے پہ یہ رشک کیسا ؟
پتنگے کی مانند اس کو فنا ہے

وہ بادل کا سایہ ہو یا عشقِ خوباں
سرابِ درخشندہ و بے بقا ہے

ہمارے لئے آخرت اس کو دنیا
ملے گا وہی جو کوئی مانگتا ہے ۹۳۶

دُرِ دُرجِ مقصود ہے حُسنِ مطلق
تو حُسنِ مقیّد کا قیدی بنا ہے

غرور و تفاخر ہے تلبیس، لیکن
جمال و تجمّل پسندِ خدا ہے

جہادِ زنِ نیک حسن التبّعل
تبرّج درِ مفسدہ کھولتا ہے

کبھی مرغکِ رام کو رم نہ دینا
کہ از طائرانِ اولی الاَجنِحَہ ہے ۹۴۰

منڈیریں لگانا ضرور اپنی چھت پر
مواشی کو باڑے کا پٹ روکتا ہے

ترفّل ، تدلّل ، تبھنس — خوئے بد
کہ ہر شوقیہ کشفِ عورت خطا ہے

بچو حالقہ ، سالقہ ، خارقہ سے
کہ منکوب و منکوس و لعنت زدہ ہے

جگا کر جو حُجروں میں ہیں ان سے کہ دو
یہاں جو بدن پیرہن میں چھپا ہے ۹۴۴

بدی کا شجر ، بار دارِ شرارت
قیامت کے دن وہ بدن برھنہ ہے

رجھائے جو غیروں کو اور ان پہ ریجھے
مہکتی مٹکتی چلے زانیہ ہے

معطّر کرے سیج کو عود و مر سے
وہ فتّانہ ، حرّافہ و فاحشہ ہے

—

کسی کو خدا دے نہ بدکار بیوی
مصیبت ہے آزار ہے خرخشہ ہے ۹۴۸

ٹھہرتا نہیں گھر میں سیلانی جوڑا
ہر ادمانی شمّاسہ و کافرہ ہے

لگاتی ہے عیّارہ گردوں میں تھگلی
چترنی کا چرتر فریبِ وفا ہے

ہے افعی کا زہر اس کے ہونٹوں کے نیچے
زرِ گُل جو لگتا ہے وہ سنکھیا ہے

۳۷

زنِ مرد افگن ــ صَواحبِ یوسف
زنِ عربدہ زن ــ گُلِ مزبلہ ہے ۹۵۲

سیاوش کو سودابہ شعلوں میں پھینکے
یہ گر کیدُ کُنَّ نہیں ہے تو کیا ہے ؟

محبّت ہے دراصل عورت کی فطرت
اگر مکر کرتی ہے تو بے خطا ہے

اسے سنگِ مرمر کا پیکر نہ سمجھو
نہ وہ حور زادی نہ وہ ویشیا ہے

جو مردوں پہ میدان میں غالب آیا
محلّات میں عورتوں سے ہرا ہے ۹۵۶

۳۸
ہے حِنّہ فَتنہِ کی روداد شاھد
کہ ہر سوت میں سوکناپا رہا ہے

یہ ممکن ہے برتن سے برتن نہ کھڑکے ؟
حسد نو بنو اشقلا چھوڑتا ہے

پڑوسن پڑوسن کو کمتر نہ سمجھے
تنافس سے دل کا مرض پھیلتا ہے

ہے یعقوب چوپان بیوی کی خاطر
ہر اک مرد راعی ہے زن راعیہ ہے ۹۶۰

کرو اس کی عزّت یہ ہے ظرفِ نازک
اسے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا ہے

گُلِ سر سبد گلشنِ رازِ کُن کا
زنِ صالحہ ، دخترِ پارسا ہے

جو مِلکِ مُشاع اس کو کہتا تھا مزدک
جنون و خباط ، اغترار و عمیٰ ہے

سمجھتا ہے اس کو جو سامانِ لذّت
وہ بد بخت بے غیرت و بے حیا ہے ۹۶۴

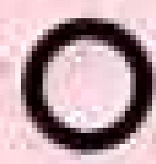
تھا نوشیرواں نکتہ رس ، جس نے فتنہ
سر آغاز ہی میں کُچلوا دیا ہے

ہے یہ بیضۃ الخدر سیپی کا موتی
یہ حوّا کی بیٹی ہے یا بیسوا ہے ؟

نہیں ایکساں اختیار و اباحت
تو کیوں بے خطر آگ سے کھیلتا ہے ؟

نہیں نفع حلوانِ کاہن میں قطعاً
نہ ہی کسبِ زمّارہ میں فائدہ ہے! ۹٦۸





کیا لغزشِ پا نے معتوب اس کو
یہ صحرا میں نعرہ زناں ثعلبہ ہے

ہؤا حسنِ آواز سے مست و بیخود
تو درّانہ بھائی کے گھر میں گھسا ہے

اکیلی ہے گھر میں جواں سال بیوی
پئے غزوہ مردِ مجاہد گیا ہے

ہؤا مردِ مرتاض مغلوبِ شہوت
سوادِ ورَع ملکِ سُکرْ و ہوا ہے ۹۷۲

جنوں اپنی فطرت سے ہے لا ابالی
خرد کا کہا یہ کہاں مانتا ہے ؟

ہیں اسبابِ فتنہ: زمین و زر و زن
یہ تثلیث و ترمورتی ، حرفِ لا ہے

ہے سرمایۂ عافیت ــ بیمِ دریا
شناور ہی گرداب میں ڈوبتا ہے

ازل سے ہیں توأم جمال و محبّت
کشش حسن کی ، عشق کا داعیہ ہے ٩٧٦

جو دیکھا اسے سامنے بے محابا
کہ آپے سے باہر ہے ، نشّہ چڑھا ہے

کہا پاک دامن زنِ مہ لقا نے:
"مرے دینی بھائی تجھے کیا ہؤا ہے؟

نہیں شرم تجھ کو رسول و خدا کی
کہ غازی کے ناموس سے کھیلتا ہے؟"

ہوئی دل پہ غالب خدا کی مہابت
تو جنگل کی وسعت میں گم ہو گیا ہے ٩٨٠

نہیں ہے گناہ اس کا بخشش کے قابل
کہاں منہ دکھانے کے قابل رہا ہے!

مِٹی آن میں عمر بھر کی کمائی
کسے پارسائی کا اب ادّعا ہے؟

اریب و وَرِع کا لقب دیں تو کس کو؟
ہر اک دل گلہ مندِ عشقِ نسا ہے

سعید اپنے دیرینہ ہمدم کو ڈھونڈے
۹۸۴ که وہ میرے پیچھے کہاں چل دیا ہے؟

جو دیکھا اسے مضطرب اہلیہ نے
مِن و عَن سب احوالِ رفتہ کہا ہے

پھرا دشت میں اس کو آواز دیتا
کہ اے یارِ غمخوار تو کس جگہ ہے؟

وحوش و بہائم سے حالت ہے ابتر
یہ مجنونِ وحشی ہے یا ثعلبہ ہے؟

نہیں ہوش مطلق اسے تن بدن کا
زفیر و شہیق و انین و بکا ہے ۹۸۸

یہ دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے
"تو نسیان و غفلت میں کیوں مبتلا ہے؟

سرشتِ بشر عُجلت و بے قراری
شر انگیز، اندوھگیں، بے تہا ہے

ہے طغیان و سُکر و تہاون کا پیکر
مگر ناتوانی میں برگِ گیا ہے

جسے لوگ کہتے ہیں عشقِ مجازی
دماغی خلل ہے فسادِ قوا ہے ۹۹۲

سَبَقَتْ علٰی غَضَبِی رحمتی کو
تو اے مردِ مایوس بھولا ہوُا ہے؟

ہے رحمان و غفّار و ستّار مولا
وہ تائب کے ہر عیب کو ڈھانپتا ہے

نہیں ہے شمار اس کے فضل و کرم کا
عطا اس کی بے حد و لا انتہا ہے

وہ آمرزش و عفو و رحمت کا چشمہ
وہ الطاف و اشفاق کی بارگہ ہے ۹۹۶

تو خیرالبرایا کے دربار میں جا
یہاں ریگِ صحرا میں کیا ڈھونڈتا ہے"؟

خداوندِ بخشندہ و مہرباں نے
جو سب دیکھتا ہے جو سب جانتا ہے

کہا : لَم یُصِرُّوا علیٰ ما فَعَلُوا
کا مصداق ہر شخص مردِ خدا ہے

سمجھ لو اِذا فَعَلُوا فاحِشَۃً
فَاَسْتَغْفَرُوا تو گنہ دُھل گیا ہے ۱۰۰۰

پسندیدہ ہے اجر اہلِ عمل کا
جو بوتا ہے آنسو، خوشی کاٹتا ہے

ہوئی آیۂ مغفرت اس پہ نازل
تو فرطِ مسرّت سے دل جھومتا ہے

بحکمِ نبی اس کو جنگل سے لائے
زمیں پر گڑی ہے نظر ، جھینپتا ہے

پڑی کان میں سورۂ التکاثر
توغش کھا کے وہ جاں بحق ہو گیا ہے ۱۰۰۴

جنازے میں شامل ہوئے آ کے نوری
گماں ہے سحرگہ کا وقتِ عشا ہے

وسیلہ نہ ڈھونڈو کبھی ماسوا کا
خدا خود وسیلہ ہے خود واسطہ ہے !

بیاہو کنواری کو کھیلو کھلاؤ
کہ تازہ رس و نوبر و آنسہ ہے

جواں ، مہرباں ، متّقی ، پاک دامن
نکوکار بیوی کتابِ شفا ہے ۱۰۰۸

مہک پھیلے لیکن نہ ظاہر ہو رنگت
یہ مردوں کی زینت ہے فرحت فزا ہے

ہو رنگت نمودار پوشیدہ خوشبو
حجاب اس کو زیبا ہے طیبِ نسا ہے

اجاگر کیا خصلتِ مرد و زن کو
عجب یہ حدیثِ ظہور و خفا ہے

۳۹
اگر نر ہے چیتا تو ناری تبیتا
نگہبانِ جان و بدن فاصلہ ہے ۱۰۱۲

کجی میں ہے بیشک یہ پسلی کی ہڈی
مگر اپنے گھر بار کی حافظہ ہے

تم اس کا لباس اور وہ ہے تمہارا
حقوق و فرائض کا یہ رابطہ ہے

کرو ایک دوجے سے دونوں محبت
کہ الفت میں دنیا و دیں کا بھلا ہے

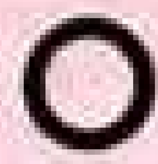
ہے عورت تو ہر حال میں گھر کی قیدی
مزید اس کو سختی میں کیوں ڈالتا ہے ؟ ۱۰۱۶

اسے دے تو ہنس بول کر رزق و کسوت
ترے ننگ و ناموس کی مالکہ ہے

وہ تیری غزالہ ، تدرو اور آہو
وفادار تیری ، تری شیفتہ ہے

وہ زیتون کی شاخ ہے ، تاکِ مثمر[۸]
وہ تسکین و راحت ہے ذوق و غذا ہے!





زباں گفتگو سے ، تو دل آرزو سے
شبابِ بتاں کے مزے لوٹتا ہے ۱۰۲۰

نظر لذّتِ دید و ذوقِ تماشا
سے مستِ نشاطِ زفاف و زنا ہے

خرام و گرفت و تلاش و تگ و دو
زنا کاریٔ بازو و دست و پا ہے

ہیں اعضائے صنفی تو فرجام و پایاں
یہ تصدیق و تکذیب کا مرحلہ ہے

اگر اتّفاقاً میسّر ہو موقع
تو مطلب براری کا ساماں ہؤا ہے ۱۰۲۴

مباشر ھی محرم ہے نامحرموں کا
وہ قزّاقِ نکہت ہے دُزدِ حنا ہے

وہ ناکح ہو ایّم ہو یا بِکر و ثیّب
وہ پتھر سے ہر کانچ کو توڑتا ہے

وہ صیّاد مکّار و مردود ہے جو
زنِ غیر کی گھات میں بیٹھتا ہے

گھروں میں گھس آئے دبے پاؤں اکثر
اسے بوم و خفّاش و گربہ کہا ہے ۱۰۲۸

رہے منتظر شام کی چشمِ زانی
اجالا تو دن کا اسے کاٹتا ہے

سباب و فسوق و فجور و تطاول
زنا بے حیائی، برا راستہ ہے

اسے جانو موتِ فجائی کا ناعی
یہ پہلے سکون قلب کا چھینتا ہے

اجڑ جائیں مسکن، منازل ہوں ویراں
۱۰۳۲ کہ بیت الحرامِ نظر، بتکدہ ہے

کبھی عورتوں کو نہ دے اپنی قوت
کہ اسراف سے آدمی سوکھتا ہے

بلا شبہ میٹھا ہے چوری کا پانی
پہ چور آخرِ کار پکڑا گیا ہے

ہم آغوش ہو غیر عورت سے جو بھی
وہ اپنی حلیلہ کا حق مارتا ہے

پرائے لبوں سے جو رِستا ہے امرت
۱۰۳۶ فقط دیکھنے ہی میں خوش ذائقہ ہے

ہلاہل کے انگور ہیں گچھے کڑوے
تُو کس تانے بانے میں الجھا ہؤا ہے؟

حسینہ بلائے اگر اپنی جانب
تو کہدے کہ خوفِ خدا روکتا ہے

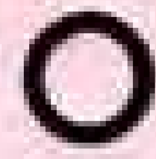
جو ہو زہد پیشہ بہ عہدِ جوانی
سلام اس کو دینا ، وہ مردِ خدا ہے

زنِ غیر کی چاپلوسی سے بچنا
ہے یہ مارِ ضحاک ، خوں پر پلا ہے ۱۰۴۰

پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا
نکاحی بیاہی میں سارا مزا ہے

پیا ہے دمِ تشنگی مردِ حق نے
تو اپنے ہی چشمے کا پانی پیا ہے!





جو مقسوم و موعود ہے وہ ملے گا
تو کیوں رزقِ مذموم پر ھونستا ہے؟

وَ امّا بِنِعمَةِ رَبّکَ فحدّث
کہ عرفان رَفعِ حجابِ انا ہے ۱۰۴۴

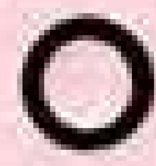
تجھے ماس کا اس قدر کیوں ہے چسکا
تو قبر اپنی دانتوں سے کیوں کھودتا ہے؟

زنا کر نہ چوری ، یہ ہے سینہ زوری
تو قانونِ اخلاق کیوں توڑتا ہے؟

پرائی امانت ہے تیری جوانی
خیانت کا کیوں مرتکب ہو رہا ہے؟

اترتی ہے جو بھی بلا آسماں سے
ہماری بد اعمالیوں کی سزا ہے! ۱۰۴۸

پانچویں کتاب



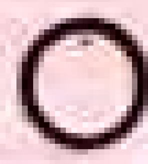
چراغِ شبِ ظلمت آبادِ عالم
کوئی اختِ ہارون ، کوئی فاطمہ ہے !

کجاوون میں ہیں انجشہ ! آبگینے
نہ ناقون کو دوڑا کہ دل ڈولتا ہے

ابوطلحہ ! پہلے صفیہؓ کو دیکھو
کہ باپ اس کا ہارون ہے موسیٰ چچا ہے

کرے کیون نہ فخر اس پہ بنتِ امیمہ
کہ اس کا نکاح آسمان پر ہؤا ہے ! ۱۰۵۲





حمیرا — جگر گوشۂ اُمِّ روماں
یہ بکرِ ابی بکر فخر النسا ہے

(یہی اُمِّ رومان ہے بنتِ عامر
یہی حورِ عین و زنِ حازمہ ہے)

وہ زانو کہ ہے کُنجِ خلدِ مخلّد
دمِ واپسیں مسند و متّکا ہے

بربِ براہیم : عنوانِ رنجش
بربِ محمد : دلیلِ رضا ہے ۱۰۵۶

"فقط ترک کرتی ہوں میں نام لینا
بِلا روح بھی کیا جسد جی سکا ہے" ؟

پئے امِّ زرعہ، ابو زرع جیسے
وہی مجھ میں اس میں رہ و رابطہ ہے

جو دنیا میں سب سے ہے محبوب مجھ کو
وہی میرے صاحب کے گھر کی ضیا ہے

وہ صاحب مصاحب علیٰ کُلِّ غالب
سراپا صداقت، مجسّم وفا ہے ۱۰۶۰

علی نے کہا اشجع النّاس جس کو
کہ کامل ہی کامل کو پہچانتا ہے

وہ نبّاض و نکتہ شناسِ نبوّت
شَرف فہمِ قرآں کا جس کو ملا ہے

وہ رعنا گُلِ گلشنِ بُو قحافہ
مشامِ نبی کے لئے لخلخہ ہے

سفر میں حضَر میں خوشی میں غمی میں
جو بے سایہ احمد کا سایہ رہا ہے ۱۰۶۴

رفیقِ بَرقلیطس و مَنحَمنّا
جو کار آزما ثانئی اِذ ھُما ھے

ھم آھنگ و ھم رنگ و ھم رازِ مرسل
جو سر تا قدم بازگشتِ صدا ھے

لبِ مرتعش واخلیلاہ ! بولے
نہ فریاد و شیون ، نہ شور و بکا ھے

ھے دل میں غموں کا بسیرا ، زباں پر
فلیتَ المماتُ لنا کلّنا ھے ١٠٦٨

فکیف الحیاتُ لِفقدِ الحبیبِ
جو خیر الانام و شفیع الورا ھے !

قوی دل ، قوی دست ، نیکو شمائل !
کلام انگبیں ، آھنیں فیصلہ ھے !





کہے فاطمہ بنتِ خطّاب رو کر :
عمر! دل میں اسلام رس بس چکا ہے

گُلِ لالہٴ خانہ باغِ سعیدی
اریبہ ہے فہمیدہ و فاضلہ ہے ۱۰۷۲

جو تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ!
دلِ ابنِ خطّاب میں زلزلہ ہے

عمر ابنِ خطّاب ، اللّٰہُ اکبر!
سر افگندہ ارقم کے در پر کھڑا ہے

نظر سنج ، روشن خرد ، تازہ رائے
عمر کی زباں سے خدا بولتا ہے

امین و قوی ، دردمندِ رعایا
عمر یک جہت ، یک جلو ، یک دلہ ہے ۱۰۷۶

عدو سوز و سامی ، سترگ و گرامی
گڈریے سے اسلام کا دبدبہ ہے

غیور و جسور و زبردست و زیرک
پہ یوم التغابن سے دہشت زدہ ہے

کرے غش اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَت[۸] پر
بدن سنگ و آہن کا دل موم کا ہے

۳۱
کہا جس نے بے ساختہ : اِنتہینا
مجسّم جو تسلیم و شکر و رضا ہے ۱۰۸۰

کہیں اَعلم النّاسِ بالشّعر جس کو
وہ خوش نخلِ شیریں برِ حنتمہ ہے

یہ یا ساریہ ! الجبل ! الجبل ! کی
مدینے کے منبر سے کیسی صدا ہے ؟

ہے لشکر تو ایران کی سرحدوں پر
یہ لا سلکی پیغام کا سلسلہ ہے؟

کہا جس نے 'وہ! عرشِ بلقیس آیا
١٠٨٤ تعجّب میں وہ آصفِ برخیا ہے

یہ ابن المساکین و ابن الیتامیٰ
کا آوازہ کانوں میں کیا آ رہا ہے؟

زر و گوہرِ کشورِ روم و ایران
خراج و غنیمت کی مَد میں ملا ہے!

"خریدو نہ بیچو نہ رشوت قبولو"
یہ قاضی شریح آپ سے سُن رہا ہے

ہے اک جُبّہ صُوف وہ بھی مرقّع
١٠٨٨ ابو حفص ہے یا کوئی بے نوا ہے؟

نہ خیل و حشم ہے نہ دربان و حاجب
یہ قصرِ خلافت ہے یا خانقہ ہے؟

یہ صحرا ، یہ شب ، یہ شتربان کا خیمہ !
یہاں امِ کلثوم کا کام کیا ہے؟

یہ کدبانوئے مملکت ہے کہ دایہ؟
عجب حال مست اس کو شوہر ملا ہے!

"یہ بوری ہے میرے گنہ تو نہیں ہیں"
قیامت کے دن سے عمر کانپتا ہے ۱۰۹۲

"تکون الجبالُ کثیباً مهیلا"
تو مٹی کے پُتلے کا مذکور کیا ہے؟

جہاں آسکے گا نہ تو کام ، اسلم!
اسی کا یہ ہے بار جس پر پڑا ہے!





”کہاں ہے محل بادشاہِ عرب کا“ ؟
خلیفے کے گھر کا پتہ پوچھتا ہے!

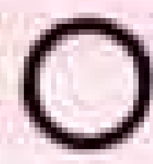
خلیفے کا ملنا ہے اس وقت مشکل
وہ ریوڑ لئے سوئے صحرا گیا ہے ۱۰۹۶

بنائے ہوئے اپنے دُرّے کو تکیہ
کھجوروں کے سائے تلے سو رہا ہے

نچھاور ہے فرشِ ملوکانہ اس پر
یہ سلطانِ درویش کا بوریا ہے

دلِ کجکلاھان و شاھانِ جمجاہ
اسی نام سے بیدوش کانپتا ہے

پسینے میں ڈُوبا ہوا کوئی بدّو
تھکاوٹ کا مارا ہوا رُوستا ہے! ۱۱۰۰



مسخّر ہوئے ارضِ بابل کے ایوان
زمیں بوس گنبد، نگوں کنگرہ ہے

امارت کا دربار ہے صحنِ مسجد
قناعت کے صحرا میں خیمہ کھڑا ہے

ہے پشمینۂ مسکنت، فخرِ دیبا
یہ ابن السبیلِ دیارِ فنا ہے

پیادہ ہو بیت المقدّس میں داخل
یہ فاتح عساکر کا فرمانروا ہے ۱۱۰۴

یہ دیکھا تو قِسّیس و بطریق بولے:
قسم ابنِ مریم کی مردِ خدا ہے!

کہے بے خطر : یا عمر ! اتّق اللہ !
اسے مدّعیِ برملا ٹوکتا ہے !

ہر اک فردِ واحد ہے مسؤل و راعی
جو کندھا ہے بوجھ اس پہ رکھّا ہؤا ہے

ریاست نہیں ہے تعیشّ کا آلہ
یہ دارالخلافہ ہے یا مصطبہ ہے ؟ ۱۱۰۸





نقیبِ اسامہ ہے فاروقِ اعظم
بنا کر اسے نامہ بر بھیجتا ہے

خلیفہ عناں تھامے چلتا ہے پیدل
غلامِ غلاماں سرِ راحلہ ہے

نبوّت تھی وہ بادشاہت نہیں تھی
تدّبر کا جس نے تصوّر دیا ہے

اصولِ سیاست نہیں بے اصولی
جو مُنہ نے کہا دست و پا نے کیا ہے ۱۱۱۲

بہ تقریر و تحریر : اَلمُلکُ لِلّٰہ
خلافت کی روحِ رواں مشورہ ہے

شبانی ہے ریوڑ کی رکھوال کرنا
حکومت تو آشوب و غدر و وغا ہے

حکومت — خصومت ، ملامت ، ندامت
خلافت — سلام و درود و دعا ہے

خلافت ہے نائب منابِ نبوّت
یہ درویشی و تقویٰ و تزکیہ ہے ١١١٦

ہیں صعلوک و مملوک ، مخدوم و منعم
یہ مغرب سے مشرق کا سورج چڑھا ہے!





امامت کو اٹّھا ، گرا لڑکھڑا کر
ہے جنباں زمیں ، زلزلہ آ گیا ہے

ہے سجّادہ خونِ مسلماں سے رنگیں
یہ اسلام کی سنّتِ جاریہ ہے

یہ فیروز بدبخت جانے نہ پائے
ہیولے نے ہیہات کیا کر دیا ہے! ۱۱۲۰

یہی تو نے سیکھا تھا آہن گری سے
کہ دشنہ تہِ نافِ تیرِ قضا ہے ؟

جواں بخت کاوہ وہ ہم پیشہ تیرا
غلامی کا طوقِ کہن توڑتا ہے

سلحشور فیروز ہمنام تیرا
یمن کے نبی[۴۲] کا گلا گھونٹتا ہے

ہے قدؔ فازؔ فیروز تعریف جس کی
جو آزاد کی بیڑیاں کاٹتا ہے ۱۱۲۴

ترے کام سے سرنگوں اہلِ حرفہ
ترے نام پر مردِ حُر تھوکتا ہے

اسے مار کر جی سکا تو نہ خود بھی
تو مردود و مقہور ہے روسیہ ہے !





وہی وضع داری دمِ واپسیں بھی
لہو دل کا گلکاریاں کر رہا ہے

اب آمید باقی نہیں زندگی کی
نبیذ و لبَن زخم سے بہ رہا ہے ۱۱۲۸

جوارِ نبوّت میں ہو میرا مدفن
تو سمجھوں گا میں خوں بہا مل گیا ہے

مگر بے اجازت یہ کیسے ہو ممکن ؟
خلیفہ گدائے درِ عائشہ ہے !





ہلالِ دلاور نے رستم کو مارا
یلِ سیستانی زمیں پر پڑا ہے

کہاں ہیں وہ تختِ کیانی کے وارث
وہ کسرائے اعظم کہاں چھپ گیا ہے ؟ ۱۱۳۲

وہ ملکِ مدائن کا پرویز خسرو
جو شیرینِ ارمن کا سودا زدہ ہے

کیا جس نے مکتوب کو پرزے پرزے :
”اے آتش پرستو ! یہ دن آ گیا ہے

کہ میرا غلام اس طرح مجھ کو لکھتے
جو ضب اور شیرِ شتر پر پلا ہے “!

ہے یہ ناتواں قاصدِ عزرئیلی
تو ابنِ حذافہ پہ کیا ہنس رہا ہے؟ ۱۱۳۶

سراجِ دلِ آگہاں کی ضیا سے
چراغِ دلِ مُوبداں بجھ گیا ہے

وہ شیرازہ بکھرا ہے ملکِ عجم کا
خزانہ ترا خوانِ یغما بنا ہے

کہاں بادآورد و خضرا و دیبا
کہاں شاد آور، کہاں سوختہ ہے؟

عروسِ گہر پوش حجلے سے نکلی
کبھی شایگاں تھی پر اب بینوا ہے ۱۱۴۰

وہ گنجِ رواں سب ہؤا گاؤ خوردہ
نہ وہ نوبتیں ہیں نہ وہ دمدمہ ہے

سبک ہو گیا بارِ افراسیابی
فریدون و جمشید کو غم لگا ہے!



یہ آوازِ اسقونی! اسقونی! کیسی؟
یہ فرہادِ جاں سوختہ کی صدا ہے

بھٹکتی ہے ارواحِ ناشادِ عاشق
ابلتا ہے خوں، بےستوں ہل رہا ہے ۱۱۴۴

نوائے نکیسا، نہ لَے باربد کی
ہے مظلوم کی آہ، دل کانپتا ہے!

نچوڑی رگِ سنگ تو پھوٹ نکلی
جوئے شیرِ شیریں، عجب معجزہ ہے!

تھا عاشق کا خوں رنگ لا کر رہے گا
جو دھل جائے پانی سے رنگِ حنا ہے

کہاں ہے مصاحب وہ شاپور تیرا
جو تصویرِ سیمیں تناں بیچتا ہے؟ ۱۱۴۸

بنا دستِ لختِ جگر دستِ قاتل
یہ شیرویہ خسرو کا خوں پی رہا ہے

وہ فتّاک ہے جس کو ہاتھوں سے پالا
جو آرامِ جاں تھا وہ قہرِ خدا ہے

ہوس مست شیریں ہے مارِ منقّش
محبّت میں کہتی ہے سب کچھ روا ہے

لعابِ دہن ہے کہ مشروبِ قاتل
پیا جس نے راہی عدم کا ہؤا ہے ۱۱۵۲

دکھا کر تنِ برہنہ فتنہ‌گر نے
شہِ فارس کا دل دگرگوں کیا ہے

لگائی تھی کیا آگ پانی میں اس نے
کہ جس نے چھوا سربسر جل گیا ہے

لڑھکتا ہے سنجاب پر جیسے قاقم
سمن بر سرِ چشمہ محوِ شنا ہے

ہر ابلا پری زر کے شیشے میں اترے
اسے خستہ جانوں سے کیا واسطہ ہے ؟ ۱۱۵۶

پریشاں ہؤا خوابِ نوشینِ شیریں
اب آزرم و تشویر بے فائدہ ہے !

جہاں دار تھا کیا تُو سب سے انوکھا
تجھے اپنے بارے میں کیا واہمہ ہے ؟

تواضع ہے گردن فرازی کا صدقہ
مگر تو فقط سرکشی سیکھتا ہے

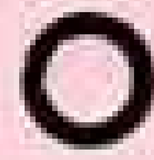
میں عاشق ہوں افسردہ فصلِ خزاں کا
تو چڑھتی جوانی کے گُن گا رہا ہے ۱۱۶۰

مقوقس کے دیکھے نہیں تُو نے تحفے؟
یہ سیرین وہ ماریہ قبطیہ ہے

ولی بن کے امِّ حبیبہ کو بھیجے
نجاشی مریدِ رسولِ خدا ہے

فروزاں ہؤا قلبِ قیصر میں شعلہ
مگر بادِ سازش نے کجلا دیا ہے !





مجہز کہا جیشِ عسرت کا جس کو
سراپا صیانت ہے عینِ حیا ہے ١١٦٤

شوئے امِ کلثوم و بعلِ رقیہ
دو نوروں نے جس کو منور کیا ہے

جو لوط و براہیم کے بعد پہلا
مہاجر براہِ جنابِ خدا ہے

مراکش سے لے کے بہ اقصائے کابل
علم جس کی صولت کا لہرا رہا ہے

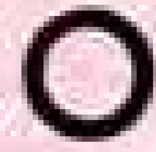
تلاوت میں مصروف حجرے میں بیٹھا
چراغِ اطاقِ دلِ نائلہ ہے ١١٦٨

صبا مرثیہ پڑھتی ہے بے کسی کا
توکلّتُ بِاللہ زباں سے کہا ہے

کوئی ہے جو لاشے کو گورَ و کفن دے؟
شہید اپنے خوں میں نہایا پڑا ہے

بلاتے ہیں آسودگانِ بقیعی
محمّد کا داماد کیوں رک رہا ہے؟





یہ سر ہے ربیبِ رسولِ خدا کا
کہ مُہر النّبغی ہے؟ عجب واقعہ ہے! ۱۱۷۲

تھا مقتول علم و تفقّہ میں یکتا
زمانہ مگر قدر نا آشنا ہے

غضبناک ' جوشندہ ' غرّندہ ' صفدر!
نبرد آزمائی میں سیفِ خدا ہے

لقب: غیر فرّار کرّار جس کا
جو نَہج البلاغۃ میں جلوہ نما ہے

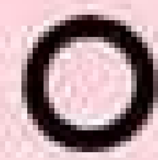
کہے ابنِ ملجم سے قطامہ قحبہ:
"مرے حسن کا تجھ کو سودا ہؤا ہے ۱۱۷۶

تو لا جا کے سر پہلے شیرِ خدا کا
ترا راستہ ورنہ مجھ سے جدا ہے "!

"میں دیتا ہوں تجھ کو دعا زندگی کی
تو موقع مرے قتل کا ڈھونڈتا ہے

قسم ربِ کعبہ کی مقصد بر آیا
یہ دنیا تو زندانِ رنج و بلا ہے "!





وہ حجّاجِ سفّاح و سفّاک دیکھو
لقب جس کا ابنُ المُتَمَنّیہ[۴۳] ہے ۱۱۸۰

درندہ جو ظلم و ستم ، اشتلم میں
جو جور و تطاول میں مارِ سیہ ہے

فُرَیعہ — خوش آواز و خوش رو و خوش گِل
دلوں کا سکوں جس نے برہم کیا ہے

غمِ ہجرِ نصرِ غریب الوطن میں
جو راتوں کو اٹھ اٹھ کے محوِ نوا ہے

دف و عود ہمراہِ کاسِ مروّق
نہ بیمِ عسس ہے نہ خوفِ خدا ہے ۱۱۸۴

کہاں لاج شرم اب تو پرگٹ ہو ناچی
کمر بندِ زھرہ فسوں ماجرا ھے

ندید و ندیم اس کے صہبا و نغمہ
یہ بنتِ طرب آبرو باختہ ھے

جھما جھم برستا ھے مینہ رات کالی
پون کے جھکولوں سے دل جھومتا ھے

نہ جز وصلِ معشوق ہو دفع ہرگز
یہ عشقِ بلاخیز وہ بد بلا ھے ۱۱۸۸

یہ عقرب یہ افعی یہ خونی جنونی
لس لعبتِ عاھرہ نے جنا ھے

جو تیغِ مہنّد ھے ھاتھوں میں اس نے
عرب کا لہو ڈگڈگا کر پیا ھے

زباں پر ھے پھر بھی صدا العطش کی
جدھر دیکھو دشت و درِ کربلا ھے

وہ فرّخ گہر سبطِ صدّیقِ اکبر
وہ نورستہ عرعر جو نعم الفتیٰ ہے ۱۱۹۲

مہِ عائشہ ، قرّۃ العینِ اسما
کن آسوں مرادوں سے دولہا بنا ہے

کب اتروگے تختِ عروسی سے بیٹے ؟
طلوعِ سحر ہے جرس بج رہا ہے !

سہے حمل و ارضاع کے رنج جس نے
وہ تن آج فرطِ طرب سے دوتا ہے

جھکے گا کبھی یہ نہ باطل کے آگے
یہ لختِ جگر ابنِ عوّام کا ہے ۱۱۹۶

زرہ اس نے پہنی تو امّاں نے پوچھا :
مرا لاڈلا موت سے ڈر رہا ہے

پلایا تھا چھاتی سے جو دودھ میں نے
وہ گردِ زمانہ سے گدلا گیا ہے ؟

نہ ہوگا کوئی شہسوار اس سے بڑھ کر
سمندِ تگاور پہ کب سے چڑھا ہے !

کیا اس نے تعمیر پھر سے حرم کو
یہ بکّہ کی وادی کا محرم رہا ہے ۱۲۰۰

جگر دار دادی کا جانباز پوتا
صفیّہ کا اقبال اس کو ملا ہے

بہن تھی وہ حمزہ کی شیرِ نیستاں
یہودی کا سر کاٹ کر رکھ دیا ہے !

اکیلی نے کی قلعہ کی پاسبانی
سخن ساز حسّان تھرّا رہا ہے

خدیجہ کے بھائی کی بیوی تھی آخر
حفیدہ تھی ہاشم کی ، کیا دبدبہ ہے ! ۱۲۰۴

نبی کی خلیری بہن ، بنتِ ہالہ
جو اسلام پر جان و دل سے فدا ہے

۴۴

وفاتِ نبی پر : فیا عین جودی !
پکارے کہ دل میں لہو جم رہا ہے

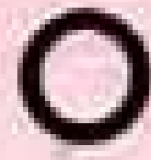
"سن اے بو خبیب ! السّلامُ علیکَ"
یہ ابنِ عمر رک کے کیا کہہ رہا ہے؟

تھا تُو مہربان و خدا ترس ، لیکن
تجھے دوستداروں نے دھوکا دیا ہے" ۱۲۰۸

پریشان و پژمردہ و سر بریدہ
یہ انساں نہیں شاخِ سرما زدہ ہے !



چھٹی کتاب



بنے اہلِ اسلام رقّاص و مطرب
یہ شہرِ نبی ہے کہ شہرِ نوا ہے؟

نہیں انجمن کوئی بے رنگ و رامش
وسیطِ تقرّب نشید و غنا ہے

جوانی کی رُت ، دف بجیں ، انگ تھرکیں
ستاروں بھری رات ہے ، رتجگا ہے ۱۲۱۲

نواگر کے لب پر مچلتی ہے پیہم
غزل وہ غزل جو حدیث النّسا ہے

جمیلہ ، خلیدہ ، سلامہ ، ربیعہ
ہر اک حُسنِ آواز پر مر رہا ہے

حبابہ ، عقیلہ و زرقا و سعدہ
دلوں پر ترنّم نے جادو کیا ہے

شماسیّہ و لذّت العیش و فرعہ
شباب و فراغ و غنا ' مفسدہ ہے ۱۲۱۶

یہ برق الافق وہ عریب و فریدہ
حیات ان کی رقص و سرود و صلا ہے

ہوں شیر و شکّر خوش گلی ' خوش گُلوئی
تو دعویٰ صبوری کا محض ادّعا ہے

ہیں رہزن دلوں کے یہ سب زہرہ سیما
خدا داد حسن ان کا طاقت ربا ہے

سرِ کُو نمودار من بھانے مکھڑے
کھلے ہیں دریچے ، درِ فتنہ وا ہے ۱۲۲۰

کتابِ خدا زینتِ طاقِ نسیاں
کتاب الاغانی کا دفتر کھلا ہے

حسینانِ نوشیں لب و سیمبر نے
گذشتہ زمانے کو لوٹا دیا ہے

یہ سرگشتگی ہے کہ ہر اہلِ ثروت
خریدارِ رقّاصہ و مطربہ ہے

حسینوں کے ناز و تجنّب کی باتیں
۱۲۲۴ کنیزوں کے اوصاف کا تذکرہ ہے

کہے وہ جو اٹھلا کے اِشربْ ھَنِیْئاً !
تو رندِ سبوکش کو تابِ ابا ہے ؟

ہے آوارگی مقتضائے طبیعت
دل آخر سوئے اصل ھی لوٹتا ہے

جدھر دیکھو چرچا ہے لہو و لعِب کا
رباب و سبو کی طرف دل جھکا ہے

ہؤا شعر کا شوق شہزادیوں کو
۱۲۲۸ یہ امّ البنیں ہے تو وہ عاتکہ ہے

ہر اک اپنی تعریف سننے کی خواہاں
نسیبِ دلاویز کی شیفتہ ہے

یہ منزل ہے دلدادگانِ سخن کی
سُکَینہ کے دربار میں جمگھٹا ہے

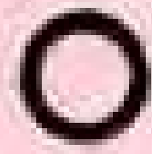
طبیعت میں وارستگی شاعروں کے
ہر اظہارِ وابستگی برملا ہے

ہے تشبیب پردہ نشیں عورتوں سے
یہ عکّاز ہے یا مقامِ مُنیٰ ہے ؟ ۱۲۳۲

تعاقب حسینوں کا احرام میں بھی
عفاف و حذر کا تو کیا پوچھنا ہے !

مغنّی سناتے ہیں اشعارِ احوص
کہ جن میں شبِ وصل کا ماجرا ہے

جمیلِ بثینہ ہے کثیّرِ عزّہ
نہ شرمِ پیمبر نہ خوفِ خدا ہے !

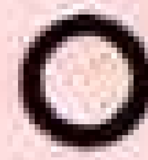


کرے مسجدوں میں فغاں بوھریرہ:
کہ یہ روزِ ظُلمات و ابرِ سیہ ھے ۱۲۳۶

نہ خسّت کرو آج جی بھر کے رو لو
جو محبوبِ مرسل تھا وہ مر گیا ھے

نبی نے کہا تھا: یہ بیٹا ھے میرا
یہ سیّد شبیہِ رسولِ خدا ھے!





دیا تُو نے شوہر کو زہرِ ہلاہل
مگر دُرِّ مقصود کیا مل گیا ہے ؟

جسے تو نے مارا وہ سبطِ نبی تھا
جسے تو نے چاہا سگِ مزبلہ ہے ۱۲۴۰

۴۵
پڑھی ہے دلیلہ کی تاریخ ، جُعدہ ؟
گلے میں ملامت کا پٹکا پڑا ہے

دغا دے گیا ابنِ میسون تجھ کو
کبھی حال سیتا ہرن کا سنا ہے ؟

ترے ہاتھ رنگیں ہیں شوہر کے خوں سے
۴۶
یقیناً تُو کالائٹم نسٹرا ہے

جسے شہد سمجھی تھی نکلا وہ حنظل
چُتر مُوش گُربہ کو زک دے گیا ہے ۱۲۴۴

وہ شوقین شاعر، وہ سلطانِ جائر
گوئے زندگی سے یونہی کھیلتا ہے

تلاش اس کو ہر وقت معشوقِ نو کی
وہ ہر دم نئی شاخ پر بیٹھتا ہے

بنایا تجھے بیوقوف اس نے کیسا!
ادب خوردۂ دخترِ بادیہ ہے

نہ ایفائے پیماں نہ اتمامِ وعدہ
جو درد اس نے بخشا ہے وہ لاَدوا ہے ۱۲۴۸

ڈرے مادۂ گرگِ خونخوار تجھ سے
تُو خُوبُو میں ہمشیرۂ میڈیا[۳۷] ہے

یہ ثابت کیا تو نے اے بنتِ اشعث!
ہری چگ ہے مرد اور زن داشتہ ہے

ہے طوقِ گُلو جَعدِ مشکینِ جُعدہ
یہ لبلابِ پیچاں ہے دم گھُٹ رہا ہے

تجھے دَورِ دُولابِ چرخِ کہن نے
۱۲۵۲ خجالت کے پیچاک میں کس دیا ہے

اے اسما ! یہ تھی ہند دلاّلہ جس نے
تجھے رازداں بن کے چکمہ دیا ہے

ہیں خالی امیدیں تو اَحلامِ نائم
کبھی سنگ و آہن پہ سبزہ اگا ہے ؟

تھا مِنکاح و مِطلاق گو بَعل تیرا
مگر پھر بھی قوّام و عدل آشنا ہے

نہ تو ارضِ سردیس[48] کی حسن بانو
۱۲۵۶ نہ وہ ملکِ سردیس کا بادشا ہے

لیا تو نے یہ انتقام اس سے کس کا ؟
نہ وہ تھا جزیمہ[49] نہ تو ھی زبا[50] ہے

متاعِ قلیل از حبیبِ مفارق
کبھی عشق سیم و طلا میں تُلا ہے ؟

ٹپکتے ہیں آنکھوں سے اشکِ ندامت
مگر داغِ ذلّت کبھی دُھل سکا ہے ؟

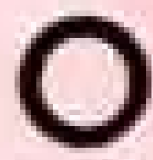
چبایا تھا حمزہ کا جس نے کلیجہ
نبیرہ یہ فاسق اسی ہند کا ہے ۱۲۶۰

جو کالی بلا کی طرح اس پہ جھپٹی
جو شیرِ نبی ہے جو شیرِ خدا ہے

کہ: ویحا ابا وسمہ! اُشفِ وَ اِشتَفْ!
تو میری امیدوں کا مرکز بنا ہے

بجھی پیاس دل کی، ہوئی نذر پوری
بہت مجھ پہ وحشی نے احسان کیا ہے

اسے از روئے شعر بنتِ اثاثہ[51]
کہیں بنتِ وقّاع ہم تو بجا ہے ! ۱۲۶۴



بناتِ قبائل[۵۲] کو ہمراہ لے کر
احد میں رجز خوان[۵۳] و شورش فزا ہے

چلیں اس کے پیچھے وہ سب رقص کرتی
عجب ماہرو ، مشکبو قافلہ ہے !

حسینوں کا جھرمٹ ہے پریوں کا جمگھٹ
رئیسہ ہے جو پرچم افراشتہ ہے

فہیم و سخن رس ، سپید و سہی قد
سراپا قیامت کا ان کو ملا ہے ۱۲۶۸

یہ غوغائیانِ قریشانِ مکہ
یہ ٹولہ سرِ رہگذر لُوٹتا ہے

عقیلہ ، جہاں دیدہ ، لذّت چشیدہ
دف و عود کے ساتھ نغمہ سرا ہے :

—

" دمکتے ستاروں کی ہم نورِ دیدہ
چراغِ شب افروز ہم سے جلا ہے

کبھی پاؤں رکھتے نہ مٹّی پہ ہم نے
کہ غالیچہ قدموں کے نیچے بچھا ہے ۱۲۷۲

دُھلیں تازہ مکھّن سے چہرے ہمارے
نہانے کو شِیر و مُل و غالیہ ہے

سمن فام باھوں میں کلیوں کے گجرے
حواس اپنے کھوتا ہے جو سونگھتا ہے

پکڑتا ہے گنّہ کر جو دستِ حنائی
پسینے میں بھیگا ہؤا ھانپتا ہے

بڑھوگے جو آگے تو لپٹیں گی تم سے
وہ بچھڑے گا ہم سے جو پیچھے ہٹا ہے ۱۲۷۶

ہمارے لئے جو ، ہم اس کے لئے ہیں
کہ داد و ستد کا یہی سلسلہ ہے

فسوں کار ہیں عشق انگیز عمریں
جوانی کا رنگ انگ سے پھوٹتا ہے

ہر اک خوبصورت ، جواں ، ناز دیدہ
برود الرّضاب و نؤوم الضّحیٰ ہے

بھڑکتا ہے اک نائرہ تن بدن میں
سنا برق سینوں میں پارا بھرا ہے

بدن سیمِ سارا ہے دل سنگِ خارا
کسی مردِ آہن کی رہ تک رہا ہے

ہے اوپر تو برف اور اندر ہے لاوا
جو آیا قریب آگ کے جل گیا ہے

جسے شاہزوری کا دعوےٰ ہے آئے
یہاں لیثِ غابات چِت ہو گیا ہے

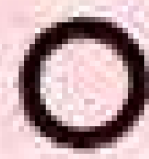
ہو ہم بستہ افراطِ مستی میں ہم سے
جو بلوان کشتی کا فن جانتا ہے ۱۲۸۴

کبھی ہم یہاں پھر اکٹھے نہ ہوں گے
یہ بزمِ رواں دائم آراستہ ہے

مبارز بڑھے خرمنِ حسن لوٹے
پٹے خیر مقدم ہر آغوش وا ہے "!

جماعت ہے یہ محتشم زادیوں کی
کہ یا اہلِ رایات کا طائفہ ہے ؟





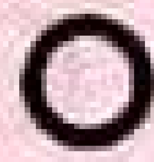
جگرخوار ہے کینہ ور بنتِ عُتبہ
شہیدوں کی لاشوں کا مثلہ کیا ہے ۱۲۸۸

رہی برملا آلِ ہاشم کی دشمن
اسی اپنی جدّہ پہ پوتا گیا ہے

تھی امِّ جمیل اس کے بابا کی پھوپھی
کہ جس کو گلوبندِ آتش ملا ہے

بچھاتی تھی کانٹے جو راہِ نبی میں
خبیثہ کا دل سفلگی سے بھرا ہے

'ہے دیوانہ تم اس کی باتیں نہ سننا'!
یہ قول اس کے بعلِ سیہ کار کا ہے! ۱۲۹۲



وہ نورِ نگاہِ بتول و پیمبر
مصلّے پہ گردن بریدہ پڑا ہے

رہی جس کا گہوارہ آغوشِ مرسل
لبِ نہرِ خوں، خاک میں لوٹتا ہے

ہے زور آزمائی یہ حق و ہوس کی
یہ جنگ و جدل تا قیامت بپا ہے

وہ برگ و برِ گلشنِ بوترابی
لعینوں کے خنجر سے کٹ کر گرا ہے ١٦٩٦

نواسے کے درپے ہے نانا کی امّت
تفِ صرصرِ غم سے دل بجھ گیا ہے

وہ روح و روانِ سماعیل و یحییٰ
وہ چشم و چراغِ حبیبِ خدا ہے

اولوالعزمی و استقامت کا پیکر
وہ سردارِ مردانِ راہِ خدا ہے

لڑکپن میں پڑھتا تھا روح القدس سے
نبوّت کا وہ پرورش یافتہ ہے ۱۳۰۰

تڑپتا ہے اک صیدِ مذبوح و بسمل
"مرا لال!" زہراؑ نے اس کو کہا ہے؟

علمدار جیشِ وفاپیشگاں کا
یہ میرِ سپہ ربّ الافواج کا ہے

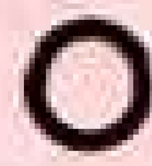
زباں غلبۂ تشنگی سے ہے باہر
مگر نوک پر سورۂ فاتحہ ہے

یہ شبّیرِ دلگیرِ امّ ِ ابیہا
فدائے نبی ہے ذبیحِ خدا ہے! ۱۳۰۴

ہے یہ سر زمیں بابل و نینوا کی
مدام اس نے خونِ مسافر پیا ہے

نہیں یہ مقولہ حدیثِ خرافہ
کہ جنّت اگر ہے تہِ بارقہ ہے!





۵۴

ترے بعد پکڑے گا دل کس کا دامن
ترے بعد بھی کوئی جائے پنہ ہے ؟

تجھے ڈھونڈتے ہیں سیہ پوش مسکیں
یتیموں کے سینوں میں ہول اٹھ رہا ہے ۱۳۰۸

۵۵

زباں شدّتِ درد سے گنگ میری
مگر سیلِ اشک آنکھ سے بہ رہا ہے

مجھے کاشکے موت آجاتی پہلے
تری نعش کو دیکھنا جانگزا ہے

اگر رفض ہے حبِّ آلِ محمّد
تو میں رافضی ہوں مجھے خوف کیا ہے !

سنو خطبہ زرقاء بنتِ عدی کا
یہی حق پرستوں کا مسلک رہا ہے ۱۳۱۲

ٹھکانا مرا خون آلودہ تربت
یہ ریگِ بیاباں مری خیمہ گہ ہے

سلامی علیکُم و قلبی لدیکُم
وداد و محبّت کا یہ رابطہ ہے

نہیں ہے یہ فریادِ روحِ زمانہ
ربابِ جگر سوختہ کی صدا ہے!





٥٦

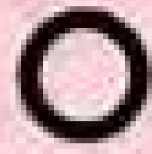
تمہیں رحم آیا نہ آلِ نبی پر ؟
سنا کرتے تھے نیکیوں کی جزا ہے ١٣١٦

اسی طرح احساں کا دیتے ہیں بدلہ
یہی اے وفادارو ! رسمِ وفا ہے ؟

دکھاؤ گے مُنہ حشر کے روز کیسے
لعینو ! یہ سبطِ رسولِ خدا ہے

کوئی دادرس ہے نہ پرسان و مونس
وہ مظلوم و صابر شہِ کربلا ہے

ہیں گورِ غریباں پہ چھینٹے لہو کے
یہ اجرِ شہیدانِ خونیں قبا ہے ! ١٣٢٠



عُمر جس پہ مرتا تھا وہ رشکِ لالہ
بھبھوکا بنی زینتِ خوابگہ ہے

پٹکتی ہے سر سنگ سے موجِ طوفاں
اڑاتی ہے جھاگ اور خجلت زدہ ہے

نہ وعدہ خلافی نہ وعدہ وفائی
عجب برزخِ احتمال و رجا ہے

۵۷
اسے سرد پایا تو جھنجھلا کے پوچھا:
محبّت کا آتشکدہ بجھ گیا ہے؟ ۱۳۲۴

جدائی میں کرتے تھے جو آہ و زاری
وہ بے سوز و مستی تھی، یوں لگ رہا ہے!

"وہ شعلہ جو اب بھی فروزاں ہے دل میں
نئے رنگ کی روشنی دے رہا ہے

ہؤا عہدِ رفتہ فراموش یکسر
عُمر اپنے ماضی کو دفنا چکا ہے

نہ وہ عنفوانِ جوانی کا نغمہ
نہ مستی کا وہ نالۂ نارسا ہے

خلافت کے جھگڑوں میں الجھا ہوں اتنا
کہ احساسِ حُسنِ بتاں مٹ گیا ہے ۱۳۲۸

نہیں مجھ کو ردِّ مظالم سے فرصت
تمام آلِ مروان مجھ سے خفا ہے

امیّہ کے بیٹے مجھے زہر دیں گے
بس امروز و فردا مرا خاتمہ ہے!

ملے سایۂ بارگاہِ رسالت
یہی آرزو ہے، یہی التجا ہے"! ۱۳۳۲

جگر بندِ عبدالعزیزِ نکو رُو
یہ آلِ عدی کا دُرِ بے بہا ہے

زمانہ کہے جس کو فاروقِ ثانی
جسے اُمِّ عاصم نے اِبنی! کہا ہے

عدالت سے فقر و صداقت سے جس نے
ابوذر کی یادوں کو تازہ کیا ہے!

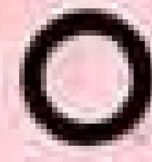
۵۸

" خلافت نہ ملتی تو میں شکر کرتی "
یہ شہ بانوئے سلطنت، فاطمہ ہے ۱۳۳۶

" کبھی ایک دن بھی نہ راحت سے کاٹا
یہ تاج و عصا تو عتابِ خدا ہے! "



ساتویں کتاب



علیٰ نفسِ محزون و قلبِ کیئبِ
سدا فیض فیّاضِ نازل ھؤا ھے

کہاں سے ملے گی شراباً طھورا ؟
کلارن کی مُدرا سے دل بھر گیا ھے

میں عالم نہ فاضل نہ مفتی نہ قاضی
سمجھتی ھے دُنیا ، سنَد یافتہ ھے ۱۳۴۰

حکومت نہ حکمت نہ صورت نہ سیرت
ایا لھفَ نفسی ! مرے پاس کیا ھے ؟

میں کھاتا ھوں آھیں ، میں پیتا ھوں نالے
جبیں گرد آلودِ راہِ خدا ھے

نکلتی ہے شہنا سے آوازِ ماتم
جو گلزارِ نغمہ تھا شیون کدہ ہے

پپوٹوں میں پانی ہے، آتش جگر میں
گُلِ آتشیں آبجو میں کِھلا ہے ۱۳۴۴

ابابیل و سارس کریں جیسے چِیں چِیں
کبوتر کی مانند دل کڑھ رہا ہے

محبّت کا روزہ کب افطار ہوگا ؟
جدائی کا دن چودہ سو سال کا ہے

ہے یوم العرق، یوم تُبلی السرائر
قضا کی گھڑی، ساعتِ زلزلہ ہے

بھریں کاھن آھیں، کریں نوحہ راھیں
شبِ تارِ فرقت سحر سے خفا ہے ۱۳۴۸

جگر رخنہ رخنہ ہے دل پارہ پارہ
یہ شش دانگِ عالم ہے یا ششدرہ ہے ؟

الٰہی! بچا حصرؔ و عقیؔ و وہنؔ سے
کہ فکر و عمل ہی مرا آسرا ہے

شغبؔ ناک ہے خستۂ غم گزیدہ
شہیدِ بیاں ہے قتیلِ نوا ہے

ہے فی کلِّ وادٍ یہیمون میں سے
یہ متّی کا مادھو، جہالت زدہ ہے ۱۳۵۲

نصیب اس کو معراج فن ہو تو کیوں کر
جو کج مج بیاں خود سر و خود ستا ہے!

یہ بندہ طریداً وحیداً شریداً
نہیں جانتا خود بھی کیا چاہتا ہے!

یہ آلودۂ معصیت، مستِ طافح
مئے ما عرفنا کا کیف آشنا ہے

مجید و حمید و حمیدہ کا بھائی
اخِ زاھدہ، دلبرِ فاطمہ ہے ۱۳۵۶

عنیزہ و فاروق و لبنیٰ کا ابّا
غمِ عصرِ حاضر میں جو مبتلا ہے

شریکِ حیات اس کی امّ و حبیبہ
حصانٌ جلیعٌ علیٰ زوجہا ہے

کتابوں کا عاشق دلارام اس کا
مگر خالدہ صابرہ ، شاکرہ ہے

سلیمیٰ و زرّینہ ، بلقیس و عذرا
دل ان سے طلبگارِ جامِ ولا ہے

جمیل المحیّا ، حسان الوجوہ
ہر اک بے گماں جوہرِ فاخرہ ہے

نہ بُعدِ زمانی ، نہ بُعدِ مکانی
جدائی کا اپنا انوکھا مزہ ہے !





ملی ہے اسے نفس کی بے نیازی
اگرچہ گدائے درِ میکدہ ہے

سنے صلصلۃُ الجرس نیم شب کو
ضمیر اس کی اسرار سے حاملہ ہے ۱۳۶۴

رضیتُ بما قسمَ اللہُ لی کا
وہ ادراک مند و مزاج آشنا ہے

طبیعت میں ہے مادّہ ہزل و جِد کا
اسے سانچے میں ڈھالنا مسئلہ ہے

روایت سے تجدید کی سوت پھوٹے
وہی ہے مجدّد جو خود آشنا ہے

نیا ذہن لکھتا ہے فرہنگِ تازہ
یہ اسلام کی نَشأۃِ ثانیہ ہے ۱۳۶۸

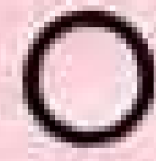
فضا میں پرافشاں ہے تحریکِ اِحیاء
یہ احیائے تحریکِ مصطفویہ ہے

تمدّن ہے آزادئی فکر و رائے
وہی ہے ریاست جو جمہوریہ ہے

۶۰

وَ اِنْ لم تَجِدْ ؟ اِجْتَہِدْ بِرائی !
حیات و نمو کا یہی راستہ ہے !





یہ شبدیزِ شب ہے کہ آہوئے مشکیں ؟
دمادم ، پیاپے ، اڑا جا رہا ہے ۱۳۷۲

ہے زادِ سفر ساربانوں کا گانا
یہی نشد ِ انشاد ان کی غذا ہے

چمکتا ہے سورج ، چہکتی ہے قمری
سخن دھوپ ہے نور ہے زمزمہ ہے

سخن ور رہے لفظ کی جستجو میں
کہ لفظوں میں حسنِ معانی چھپا ہے

ہے تحصیلِ فن قوّتِ مُدرکہ سے
قوامِ سخن قوّتِ آخذہ ہے ۱۳۷۶

قلم کے سفر میں نہیں ہمرکابی
کر اے دل ! شتابی کہ پینڈا بڑا ہے

دل اک رندِ کافر ہے ، اشعار مومن
نہاں و عیاں میں عجب تفرقہ ہے !

یہ نظّارگی شہرِ بیگانگی کا
زباں آشنائے الّرا ہے

ملے ہر کسی کو نہ توفیقِ نغمہ
۱۳۸۰ بہ تخصیص فیضانِ شعر و حُدا ہے

یَحومُ وَلا یَرِدُ : اس پہ وارد
جو محفوظ و مانع ہے یہ وہ حمیٰ ہے

کہاں نعت و نامِ رسولِ تہامی
کہاں وہ زباں جو کہ لکنت زدہ ہے !

پیمبر کہے : اِنّی لستُ بِشاعر
کہ یہ مرتبہ میرے مملوک کا ہے

وہ مملوک جس کو میں کہتا ہوں خالد
جو جاہل ہے بیباک ہے باولا ہے! ۱۳۸۴



الواح

لوح صفحه ○

۱ ۱۱ مر بنا رجل ظاهر الوضاءة متبلج الوجه
في أشفاره وطف ○ (وسيم قسيم) في
عينيه دعج (احور اكحل ازج اقرن)
و في صوته صحل ○ غصن بين الغصنين
لاتشنأه من طول ولا تقتحمه من
قصر ○ لم تعبه ثجلة ولم تزره صعلة ○
كأن عنقه ابريق فضه ○ اذا
صمت فعليه البهاء واذا نطق
فعليه وقار ○ له كلام كخرزات النظم ○
أزين أصحابه منظراً و احسنهم وجهاً ○
أصحابه يحفون به اذا امر ابتدروا
امره و اذا نهى ايتفقوا عند نهايته
(محفود ، محشود ، لا عابس و لا مفنّد)
——— هذا والله صفة صاحب
قريش ———

——— عيون الاثر لابن سيد اناس

ل — ص

٢ ١٣ و اذا نظرت الى اسرّة وجهه
برقت كبرق العارض المتهلّل

——— ابوكبير هذلى

٣ ١٤ متى يبد فى الليل البهيم جبينه
يلح مثل مصباح الدجى المتوّقد

——— حسان بن ثابت

٢ ١٦ لما خرج عبدالمطلب بعبدالله
ليزوجه مر به على كاهنة من خشعم
يقال لها فاطمه بنت مر متهودة من
أهل تبالة قد قرأت الكتب فرأت
فى وجهه نورا فقالت له : يا فتى ! هل لك
ان تقع علىّ الآن و أعطيك مائة
من الابل ؟ فقال

آمّا الحرامُ فالمماتُ دُونَه
و الحِلّ لاُحِلّ فاسْتَبِينَه

فكيف بالأمر الذى تبْغينه
يحمى الكريم عرضه و دينَه

ثمّ قال : أنا مع أبى ولا أقدر ان افارقه فمضى به فزوجه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة فاقام عندها ثلاثا ثم انصرف فمر بالخثعمية فدعته نفسه الى ما دعته اليه فقال لها : هل لك فيما كنت أردت ؟ فقالت : يافتى ! انى والله : ما أنا بصاحبة ريبة ولكنى رأيت فى وجهك نورا فأردت ان يكون فىَّ وأبى الله الا أن يجعله حيث أراد. فما صنعت بعدى ؟ قال : زوّجنى أبى آمنة بنت وهب فاقمت عندها ثلاثا ـ فأنشأت فاطمة بنت مر تقول :

أنى رأيتُ مَخيلَةً لَمَعَتْ
فتلأْ لأت بحناتم القطْر

فلَمّا ُتها ُنوراً ُيضِئ ُله
ماحوَلهُ كاءضاءةِ الفجرْ

قَرجونُها فَخْراً أبوُء بـه
ما كل قادح زَندْهِ يُورِي

لِلّه ما زهُرِيَّةٌ سَلَبتْ
ثوَبيك ما أسْتَلَبت و ما تدرى

وقالت أيضاً

بنى هاشم قد غادرتْ من اخيكم
أمَينة اذ لِلباء يعتركانِ

كما غادر المِصباح عند خُمودِهِ
فتائِلُ قد مِيهت له بِدهانِ

وَكُلُّ ما يحوى الفتى من تلادِهِ
لِعَزمٍ ولا ما فاتهُ لتوانِ

فأجمل اذا طالبت أمراً فانه
سَيَكفيكَه جدّانِ يعتَلِجانِ

سَیکفیکَہُ إِمّا یَدٌ مُقفَعِلَۃٌ
وَ إِمّا یدٌ مَبسوطَۃٌ بِبنانِ

و لمّا حوتْ منہ اُمینَۃُ ما حوتْ
حوتْ منہ فخراً ما لذلک ثانِ

ــــــــ ابن جریر طبری

۵ ۲۰ عفا جانب البطحاء من آل ہاشم
و جاور لحدًا خارجا فی الغماغم
دعتہُ المنایا دعوۃً فاجابہا
و ما ترکت فی النّاس مثل ابن ہاشم
عشیۃ راحوا یحملون سریرہ
تعاورہ اصحابہ فی التّزاحم
و ان یک غالتہ المنایا و ریبہا
فقد کان مِعطاءً کثیر التّراحم
ــــــــ سیدہ آمنہ

۶ ۲۱ و کل ذی ابل موروثُ
و کل ذی سلبٍ مسلوب

ل ــــ س

و کل ذی غیبةٍ یَؤوبُ
و غائبُ الموتِ لاَ یَؤوبُ

ـــــ ابوبکر مرض الموت میں

۷ ۳۱ ـــ قال عبدالمطلب انّی لنائمٌ فی الحجر اذ اتانی آتٍ فقال : احفر طَیبةَ ! قال قلت : وما طَیبةٌ ؟ قال ثم ذهب عنی فلما کان الغد رجعت الی مضجعی فنمت فیه فجاءَنی فقال : احفر بَرَّةَ ! قال فقلت : وما بَرّةُ ؟ ثم ذهب عنّی فلما کان الغد رجعت الی مضجعی فنمت فیه فجاءَنی فقال : احفر المَضنونةَ ! قال قلت : و ما المضنونةُ؟ قال ثم ذهب عنّی فلما کان الغد رجعت الی مضجعی فنمت فیه فجاءَنی فقال : احفر! زمزم قلت : وما زمزم ؟

قال : لاتُنزَفُ ابداً ولا تُذَمُّ ○ تسقی الحجیج الاعظم وهی بین الفرث والدم

عند نَقرة الغراب الأعصَم عند قرية النمل ————

ثم ادعُ بالمآءِ الروآءِ غير الكدِر
يَسقى حجيجَ الله فى كُلِ مبرّ
ليس يخاف منه شئٌ ما عَمِر

———— احفر زمزم انك ان حفرتها لم تندم و هى تُراثٌ من ابيك الاعظم لا تُنزَف ابداً ولا تُذم ○ تسقى الحجيج الاعظم مثل نعامٍ جافلٍ لم يُقسم يُنذر فيها ناذر لِمُنعِم تكون ميراثاً و عقْداً مُحْكمِ ـ ليست كبعض ما قد تعلم وهى بين الفرث والدم ———

———— سيرة ابن هشام

٨ ٣٣ و اذ يرفع ابراهيمُ القواعد من البيت و اسماعيل ط ربّنا تقبل منا ————
انك انت السميع العليم ○ ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريّتنا آمةً مسلمةً

لک و ارنا مناسکنا وتب علینا انک
انت التواب الرحیم ○ ربنا وابعث فیهم
رسولاً منهم یتلوا علیهم آیٰتک ویعلّمهم
الکتٰب والحکمة ویزکّیهم ط انک انت
العزیز الحکیم ○

ـــــــــــالقرآن ۲ : ۱۲۸ : ۱۳۰

ـــــــــ انا دعوة ابی ابراهیم ـــــ رسول

۹ ۳۳ اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر
دے کر اپنی وفات سے پہلے اسرائیل
کو برکت دی وہ یہ ہے اور اس نے کہا :

خداوند سینا سے آیا
اور شعیر سے ان پر آشکار ہؤا
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہؤا
اور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا
اس کے دھنے ہاتھ پر ان کے لئے
آتشی شریعت تھی
وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے

ـــــــــ استثنا ۳۳ : ۱ - ۳

۱۰ ۳۳ خدا تیمان سے آیا
اور قدوس کوہ فاراں سے
اس کا جلال آسمان پر چھا گیا
اور زمیں اس کی حمد سے معمور ہو گئی
اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی
اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں
اور اس میں اس کی قدرت نہاں تھی
وبا اس کے آگے آگے چلتی تھی
اور آتشی تیر اس کے قدموں سے نکلتے تھے
وہ کھڑا ہؤا اور زمین تھرّا گئی
اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہوگئیں
جبالِ مخلّد ریزہ ریزہ ہو گئے
قدیم ٹیلے جھک گئے
اس کی راہیں ازلی ہیں ــــــــ

ــــــــ حبقوق ۳ : ۳ - ٦

۱۱ ۳۳ وِہر عَشنیِ اِتْ کُلْ ہکوُیئم وَباؤُ
حِمدُتْ کُلْ ہکوُیئم وِملتیِ اِتْ
ہَبنّاَیِث ہَنزِہ کاَبُود آمَر یَہوا صیاؤث

میں سب قوموں کو ہلا دوں گا اور حمد
سب قوموں کا آوے گا اور میں اس گھر کو
جلال سے معمور کروں گا کہا خداوند
خلائق نے

ـــــــــ حجی ۲ : ۷

۱۲ ۳۳ دُودی مَحْ وادِوم وَغول مِرِ بَا بَہ
رُوشُوکِشِم پَازقصوُثَاءٔ تلتَلّیمِ
شِحوُروث کِبِعوریب عنَاؤکیوُنیمِ عَلْ
اَفیقِی رُحصُوث بحَالاب یُوشبُوث عَلْ
مِلّیت : لِحَایاؤ کعَروغث ہبموسِم
مِغدِلوث مِرقاحیم سِفثوُثَاؤ
شُوشَنیّمِ نطاَفوث مُورعُوبیرِ یا دَاوُ
گِلیلِی زَاہَاب مملاَئیم بَنّزاسیش
مِعَاؤعِشْث شِیْن مِعُلّفثْ سَپّیرِیم
شُوقَاءٔ عمُّودی شِیْش مِیُسّادیِم عَل
اَدْنیِ پَاز مَرْئیھُو کلّیا نُون بَاحور
کا رازئیم : حِکُّو ممتقیم وِخلّو مُحمدّیم
زِہ دُودِی وزِہ رِعِی نبوث یرُو شَلاَیم

ـــــــــ شیر ھشیریم ۵ : ۱۰ - ۱۶

ل ــــ ص

۱۳ ۴۵ والفضل ماشهدت به الاعداء

—

۱۴ ۵۱ یا ابنِ عَمّ ! انّی قد رغِبتُ فیک
لقرابتک وسِطَتِکَ فی قومک واما َنتک
و حُسنِ خُلِقک و صدق َحدیثک

۱۵ ۵۲ ـــــ فرجع بها رسول الله صل الله علیه وسلم
یرجف فؤاده فدخل علی خدیجة بنت
خویلد فقال : زمّلونی! زملونی! فزملوه حتی
ذهب عنه الروع فقال لخدیجة
و اخبرها الخبر لقد خَشیت علی نفسی
فقالت خدیجة : کلاّ ! والله ! مایخزیک
الله ابداً انک لتصل الرحم و تصدق
الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم
وَتقریُ الضیف وتعین علی نوائب الحق

ــــــــ

ـــــــ بخاری

ل ـــ ص

١٦ ٥٧ هذا اخٌ لی لم تلده امّی
و لیس من نسل ابی و عمّی
فانعمه اللّهم فیما تنمّی

١٧ ٦٣ تنام عینی و قلبی یقظان
تنام عینه ولا ینام قلبه
الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم
نائمة عیناه ولا ینام قلبه
لا ینام قلبی عینای تنام ـــــ ع
عینی تشنه ولبی عرقول دودی

ـــ میں سوتی ہوں مرا دل جاگتا ہے ـــ ع
غزل الغزلات ٥ : ٢

١٨ ٦٩ لبیت تخفق الارواح فیه
احبّ الیّ من قصر منیف

وُلبش عباءة و تقرّ عینی
احبّ الیّ من لُبس الشغوف

ل ــــ ص

و اكل كُسيرة فى كسر بيتى
احبّ الىّ من اكل الرغيف

و اصوات الرياح بكل فجّ
احبّ الىّ من نقر الدفوف

ــــــصرخة بنت البادية ــــ
ميسون بنت بحدل الكلبيه

١٩ ٩> لقد جمع الاحزابُ حولى و أَلّبُوا
قبائلَهم و استجمعوا كلَّ مجمع

وكلّهم مبُدِى العداوة جاهدٌ
علىَّ لانى فى وثاقٍ بِمَضْيَعَ

وقد جمّعوا أبناءهم ونساءهم
وَ قُرّبِتُ من جذْع طويل ممنَّع

و قد خيرونى الكفر والموت دونه
و قد هملت عيناى من غير مجزع

فلست بمبدٍ للعدوّ تخشّعا
ولا جَزَعاً انی الی الله مرجعی

و ما بی حِذارُ الموت انی لمیّت
والکن حذاری جَحْم نارٍ ملفّع

فذا العرش صبّرنی علی ما یراد بی
فقد بضّعُوا لحمی وقد یاس مطمعی

الی الله اشکو غربتی ثم کربتی
وما أرصَد الاحزاب لی عند مَصْرعی

(فوالله ما ارجو اذا متّ مسلما
علی ایّ جنْبٍ کان فی الله مصرعی)

و لست ابالی حینَ اقتل مسلما
علی ایّ شقّ کان ِلله مصرعی

و ذالک فی ذات الاٰلٰه و ان یشاء
یبارِکْ علی أوصال ِشلوٍ ممزّع

ـــــ خبیب بن عدی ـــــ سیرۃ ابن هشام

ل —— ص

٢٠ ٨٥ صبراً آلَ یاسر فانّا موعدکم الجنّة

—

٢١ ٩٠ المعرفة رأس مالی والعقل اصل دینی
والحب اساسی والشوق مرکبی و ذکر الله
انیسی والثقة کنزی والحزن رفیقی
والعلم سلاحی والصبر ردائی والرضا
غنیمتی والعجز فخری والزهد حرفتی
والیقین قُوتی والصدق شفیعی
والطاعة حسبی والجهاد خلقی و قرة
عینی فی الصلوٰة

٢٢ ٩٢ تَدمعُ العین و یحزنُ القلب و لا نقول
الا ما یرضی رَبّنا یا ابراهیم لا نغنی
عنک من الله شئیا
لولا انه امر حق و وعد صدق وان آخرنا
سیلحق اولنا لحزنا علیک حزنا هو اشد
من هٰذا وانا بک یا ابراهیم لمحزونون
تبکی العین و یحزن القلب ولا نقول
مایسخط الرب

ل —— ص

٢٣ ٩٨ لما ثُقل النبی یتغشّاه فقالت فاطمة
علیها السلام : وا کرب اباه ! فقال لها :
لیس علیٰ ابیک کرب بعد الیوم ○ فلمّا
مات فقالت : یا ابتاه اجاب ربّا دعاه !
یا ابتاه من جنة الفردوس مأواه ! یا
ابتاه الی جبریل ننعاه ——

٢٤ ١٠٠ یا انس ! کیف طابت انفسکم ان تحثو
التراب علی رسول الله ؟

٢٥ ١٠١ ما ذا علی من شمّ تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبّتْ علیّ المصائب لو انّها
صبّت علی الایام صرن لیالیا

—— فاطمة الزهراء

ل — ص

٢٦ ١٠٢ اغبر آفاق السماء و كورت
شمس النهار و اظلم العصرات

و الارض من بعد النبی کئیبة
اسفا علیه کثیره الاحزان

فلیبکه شرق البلاد و غربها
ولتبکه مضر و کل یمان

ولیبکه الطود الاصم وجوده
والبیت ذوالاستار و الارکان

یا خاتم الرسل المبارک صنوه
صلی علیک منزل القرأن

——— فاطمة الزهراء

٢٧ ١٠٣ نفسی علی زفراتها محبوسة
یا لیتها خرجت مع الزفرات

لا خیر بعدک فی الحیاة وانما
ابکی مخافة ان تطول حیاتِ

ـــــــــ فاطمة الزهراء

۲۸ ۱۰۴ انّا فقدناک فقد الارض وابلها
وغاب مذ غبت عنا الوحی والکتب

فلیت قبلک کان الموت صادفنا
لمّا نعیتَ و حالت دونک التّرب

ـــــــــ فاطمة الزهراء

۲۹ ۱۱۲ کنت کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان آعرف
فخلقت خلق

۳۰ ۱۲۵ واللہ ان لہ حلاوةً
وانّ علیہ لطراوةً

وانّ اسفله لمُغْدِقٌ
وانّ اعلاه لمثمِرٌ
وما يقول هٰذا بَشَرٌ

—————— خالد بن عقبه

۳۱ ۱۲۷ منذکم تعبدّتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا ؟

—————— فاروق اعظم

۳۲ ۱۲۹ رسول صلعم کی تلوار— رسیب پر یہ شعر کندہ تھا :

فی الجبن عار و فی الاقبال مکرمة
والمرء بالجبن لاینجو من القدر

۳۳ ۱۳۷ ان الانسان خُلِقَ هلوعا
اذا مسّهُ الشر جزوعا

ل ـــــ ص

واذا مسّه الخیرُ منوعا

ـــــــــ القرآن ۷۰ : ۲۰ : ۲۲

۳۴ ۱۴۳ عہد نامۂ عتیق

ـــــــــ ایوب ۲ : ۱۱

۳۵ ۱۵۲ مثل طالب الدنیا مثل شارب ماء البحر کلّما ازداد شربا ازداد عطشا حتی یقتله

ـــــــــ مسیح

۳۶ ۱۵۶ لوط کی بیوی کو یاد رکھو جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوئے گا اور جو کوئی اسے کھوئے وہ اس کو زندہ رکھے گا

ـــــــــ لوقا ۱۷ : ۳۳

فر عن الشرف یتبعک الشرف واحرص علی الموت توهب لک الحیاة ـــــــ

ـــــــ ابوبکر ، خالد ابن ولید سے

ل — ص

٣٧ ١٦٦ ان عائشة قالت : لما استعزّ برسول الله
صلعم قال : مُرُوا ابابكر فَلْيُصلِّ
بالنّاس قالت : يارسول الله : ان ابابكر
رجل رقيق ضعيفُ الصوت كثيرِ البُكاء
اذا قرا القرآن قال : مُرُوه فليصلّ بالناس
قالت : فعُدْتُ بمثل قولى فقال انكنّ
صواحِبُ يوسُفَ فمُروه فليصل بالناس

—— سيرة ابن هشام

(اِنَّ كيدَ كُنَّ عظيم —— القرآن ١٢ : ٢٩)

٣٨ ١٦٧ عهد نامهٔ عتيق

—— اسموئيل ١ : ٢

٣٩ ١٧٦ هرنى
عهد نامهٔ جديد اعمال ٩ : ٣٦

٤٠ ١٨٦ حديث آمِّ زرْعٍ :
قالت عائشة : جلست احدىٰ عشرة امرأةً

فتعاهَدْنَ وتعاقَدْنَ ان لا يكتُمن من اخبار ازواجهن شيئاً ــــــــــــ

فقالت الحاديةُ عشرة: زوجي ابو زرْعٍ وما ابو زرْعٍ أناس من حُلِيّ آذنَيَّ ومَلأ من شحْمٍ عَضُدَيَّ وبَجّحَنِي فبَجحتْ إليّ نفسي وجدني فى اهلِ غُنيمةٍ بِشق فجعلني فى اهل صهيلٍ وأطيطٍ ودائسٍ و مُنَقٍّ فعنده اقول فلا اقبّح وارقد فاتَصَبَّحُ واشربُ فأتَقَنّحُ واكل فأتمنّحُ

اُمُّ ابى زرْع فما اُمُّ ابى زرْعٍ عُكُومها رَداحٌ و بَيْتُها فساحٌ

ابنُ ابى زرْعٍ فما ابن ابى زرع مضجعهُ كمسلِّ شَطْبَةٍ وتُشبِعُهُ ذِراعُ الجَفْرَة

بنتُ ابى زرع فما بنت ابى زرع طَوْعُ ابيها و طوعُ اِمِّهَا و ملءُ كسائِها و عقْر جارَتِها

قبّا هَضِيمة الحشا جائلة الوشاح عكناء فعْماء نجلاء دعجاء رجّاء زجّاء قنواء

مؤنقة مُنِفقة بَرُود الظل و فيّ الألّ كريمة الخِلّ

جارَ يَةُ ابى زرع فما جارية ُ ابى زرْعٍ لا تَبُث حديثنا تبثيثاً ولا تُنقّثُ مِيرَتنا تَنقيثاً ولا تملأُ بيتَنا تعْشيشاً

قالت خرج ابُو زرْعٍ والاَوطابُ تُمْخَضُ فلِقِيَ امرأَة معها ولدانِ لها كالفهدين يلعبان من تحت خصْرِها برُمّانتينِ فطلّقَني فنكحها فنكحتُ بعده رجلاً سرِيّاً ركِبَ شرِيّاً و اخذ خطيّاً و اراح علّى نعماً ثرِيّاً واعطانى من كل رائحة زوجا وقال: كلى اَمّ زرْعٍ ومِيرْى أهلكِ فلو جمعتُ كُلّ شئ اعطانيهِ مابلغ أصغرَ آنيةِ ابى زرْع

ـــــــــ قالت عائشة فقال لى رسول الله صلّے الله عليه وَسلّم: كُنْتُ لكِ كأبى زرعٍ لأمِ زرْعٍ إلا انه طلقها وانى لا أطلّقكِ فقالت عائشة:

بأبی انت وامّی لأنت خیر لی من أبی
زرع لأمّ زرع

———شمائل ترمذی

۴۱ ۱۸۹ حُرمتِ خمر کی آخری آیت: انّما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدّکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰة فهل انتم منتهون؟———

نازل ہوئی تو عمر فاروق فوراً پکار اٹھے:
——— انتهینا

۴۲ ۱۹۸ ع ذوالخمار اسودالعنسی

۴۳ ۲۱۰ هل من سبیلٍ الیٰ خمرٍ فاشربها
ام هل سبیلٌ الی نصرِ بنِ حجاجِ

——— فریعه بنت حمام (ام حجاج بن یوسف)

نَصر بن حجّاج بنی سلیم میں سے ایک بہت خوبصورت شخص تھا۔ عورتیں اس پر فریفتہ ہوجاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا سر مونڈ کر بصرہ کی طرف نکال دیا۔

فُرَیعہ اسی کے وصل کی آرزو کرتی تھی۔

عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا: یا ابنَ اُلمتَمنّیۃِ ! ———— اے آرزو کرنے والی کے بیٹے !

عروہ بن زبیر نے حجّاج سے کہا: ان شِئتَ اخبرُتک مَنْ لاَ اَمَّ لہ یا ابنَ اُلمتَمنّیۃِ !

۴۲ ۲۱۴ فیا عین جودی بالدموع السواجم ——

———— صفیہ بنت عبدالمطلب

(یا عین جُودِی واذری الدّمعَ وانھمری

———— مطرود بن کعب الخزاعی

یا عینَ جودی بدمع منک مُسْبِکب

————حسان بن ثابت)

۴۵ ۲۲۱ عھد نامۂ عتیق ————

————قضاۃ ۱۳ - ۱۶

۴۶ ۲۲۱ Clytaemnestra ———— whom Leda had borne to king Tyndareus of Sparta ———— sister of Helen of Troy.

Agamemnon, son of Atreus, brother of Menelaus, king of Argos, attacked Tantalus, king of Pisa and after killing him in battle forcibly married his widow ———— Clytaemnestra. Clytaemnestra bore Agamemnon one son

Orestes and three daughters: Electra, Iphigeneia and Chrysothemis. Lovely Iphigeneia, fair as a statue, was sacrificed by her father during the War of Troy to appease the wrath of Artemis.

Clytaemnestra in the king's absence and in anger at the loss of her dear daughter Iphigeneia took as her lover Aegisthus, Thyeste's sole surving son who was burning to revenge himself on Agamennon.

The queen and her paramour carefully conceived and laid a plot to murder the king on his return.

Clytaemnestra greeted her travel-worn husband with every appearance of delight, unrolled a purple carpet for him and led him to the bath house where youthful slave girls had prepared a warm bath. When Agamemnon had washed himself and set one foot out of the bath eager to partake of the sumptuous banquet set

on the tables, Clytaemnestra came forward as if to wrap a towel about him but instead threw over his head a garment of net, woven by herself. Entangled in this like a fish Agamemnon perished at the hands of Aegisthus who struck him twice with a two edged sword.

He fell back into the silver sided bath where Clytaemnestra avenged her wrongs by beheading him with an axe. She then wiped off on his hair the blood which had splashed her to signify that he had committed suicide.

The story is the subject matter of Agamemnon——the first of trilogy of Orestia by Aeschylus. (The second play, the Choephori, tells how Electra and Orestes, daughter and son of Agamemnon slew their mother, Clytaemnestra, and her lover to avenge their father's death. The third play, The Eumenides, records how Orestes, driven by the Furies, who are quasi-symbols of Conscience,

ultimately was absolved of his guilt, and how the curse finally ceased to operate.)

Medea ——— Colchin princess, ٢٢٢ ٢٧
enchantress, lover and spouse of Jason. She first deceives her father Aeetis, king of Colchin and slays her brother, so that Jason may get the Golden Fleece.

Then she contrives the death of Pelias ——— wicked uncle of Jason and usurping king of Iolcos. But had to flee and seek asylum in Corinth with her husband and two sons. In Corinth, Jason proves fickle, deserts her and marries Glauce, the enchanting Theban ——— daughter of Creon, king of Corinth.

Medea feels hurt, betrayed and lonely. Her dreams are shattered and plans frustrated. She was an ambitious and jealous woman and her sole moving

passion was her intense and ardent love for Jason for whom she had unflinchingly risked her life and honour. His unfaithfulness evokes a violent reaction and all her former love for him instantly turns into hate and she is all aflame to wreak vengeance on him.

In her fury, she hatches a gory plan and kills Creon and his newly wedded daughter through gifts of poisoned robe and chaplet.

(Imra-ul-Qais was also killed through poisoned robes :

—— فلمّا بلغ قيصرَ الروم وهو يومئذ جستنيان أكرم وفادته وطمع أن يكون امرؤ القيس قوة له فى العرب يريض له الأمور ويضعف نفوذ الأكاسرة ـ فجهزه بجيش و سيره ثم بدا له فأعاده ـ و نزلت بامرىء القيس علة جلدية فتقرّح جسمه و تهرّأ لحمه ـ و المؤرخون

يزعمون أنه لما فصل بالجنود دخل الطماح الأسدى على قيصر فوشى به و حمّله عليه انتقاماً منه لقتله أباه - فبعث اليه قيصر بحلة وشيٍ مسمومة وقد بلغ أنقرة من بلاد الروم فأصابه ما أصابه ويستدلون على ذلك بقوله :

لقد طمع الطماح من نحو أرضه
لِيلبسنى من دائه ما تلبّسا

و بُدّلت قرحاً دامياً بعد صحة
فيا لك نُعمى قد تحولت أبؤساً

فلو أنها نفس تموت سويّة
و لكنها نفس تساقط أنفسا

و لما غشيته سكرة الموت قال :
رب جفنة مثعنجرة ، وطعنة مسحنفرة ، و خطبة محبرة تبقى غداً بأنقرة!
ثم مات و دفن بجبل عسيب سنة ٥٦ م

ـــــــــ الزيات)

Finally she slays her own children to slake her unholy thirst and herself escapes in a dragon-chariot.

She is the theme of 'Medea' by Euripides.

Candaules, king of Sardis (the ٢٢٣ ٢٨
Greeks call him Myrsilus), was descended from Alcaeus, son of Heracles. His father was Myrsus, and he was the last of the Heraclids to reign at Sardis.

Now Candaules conceived a passion for his own wife and thought she was the most beautiful woman on earth.

In the king's body-guard was a fellow he particularly liked whose name was Gyges, son of Dascylus. With him Candaules not only discussed his most important business, but even used to make him listen to eulogies of his wife's beauty. One day the king said to Gyges: "it appears you don't believe me when I tell you how lovely my wife is. Well, a man

always believes his eyes better than his ears; so do as I tell you: contrive to see her naked." Gyges gave a cry of horror.

"Master", "he said," what an improper suggestion; Do you tell me to look at the queen when she has no clothes on?

No, No: off with her shirt, off with her shame——you know what they say of women. Let us learn from experience. Right and wrong were distinguished long ago ——and I'll tell you one thing that is right: a man should mind his own business. I do not doubt that your wife is the most beautiful of women; so for goodness' sake do not ask me to behave like a criminal."

Thus he did his utmost to decline king's invitation, because he was afraid of what might happen if he accepted it.

The king however told him not to distress himself. "There is nothing to be afraid of", he

said, "either from me or my wife. I am not laying a trap for you, and as for her I promise she will do you no harm. I' ll manage so that she does'nt even know that you have seen her. Look, I' ll hide you behind the open door of our bedroom. My wife will follow me in the bed. Near the door there is a chair. She wll put her clothes on it. As she takes them off, one by one, you will be able to watch her with perfect ease. Then while she is walking away from the chair towards the bed with her back to you slip away through the door ——— and mind, she dosn't catch you".

Gyges, since he was unable to avoid it consented, and when bedtime came Candaules brought him to the room. Presently the queen arrived, and Gyges watched her walk in and put her clothes on the chair. Then just as she had turned her back and was going to the bed he slipped softly out of the room. Unluckily the queen saw him.

At once she realized what her husband had done. But she did not betray the shame felt by screaming, or even let it appear that she had noticed anything. Instead she silently resolved to have her revenge. For with the Lydians's as with most barbarian races, it is thought highly indecent even for a man to be seen naked. For the moment she kept her mouth shut and did nothing; but at dawn the next morning she sent for Gyges after preparing the most trustworthy of her servants for what was to come. There was nothing unusual in his being asked to attend upon the queen. So Gyges answered the summons without any suspicion that she knew what had occurred on the previous night.

"Gyges", she said as soon as he presented himself, "there are two courses open to you, and you may take your choice between them. Kill Candaules and seize the throne, with me as your wife, or die yourself on the spot, so that

never again may your blind obedience to the king tempt you to see what you have no right to see. One of you must die. Either my husband the author of this wicked plot; or you, who have outraged propriety by seeing me naked".

For a time Gyges was too much astonished to speak. At last he found words and begged the queen not to force him to make so difficult a choice. But it was no good; he soon saw that he really was faced with the alternatives, either of murdering his master or of being murdered himself. He made his choice—to live.

"Tell me", he said, "since you drive me against my will to kill the king, how shall we set on him"; "We will attack when he is asleep", was the answer, "and on the very spot where he showed me to you naked."

All was made ready for the

attempt. The queen would not let Gyges go or give him any chance of escaping the dilemma; either Candaules or he must die. Night came and and he followed her into the bedroom. She put a knife into his hand and hid him behind the same door as before. Then, when Candaules was asleep, he crept from behind the door and struck.

Thus Gyges usurped the throne and married the queen.

——— HERODOTUS
The Histories
Book one.

۲۹ ۲۲۳ جذیمة الابرش بن مالک بن فهم ـــ شاه عرب

وکُنا کندمانَی جذیمةَ حِقبةً
من الدهر حتی قیل لن یتصدّعا

فلمّا تفرّقنا کأنّی و مالکا
لطول اجتماعٍ لم نبِت لیلة معا

متمم بن نویرہ

اس زمانے کا سب سے بڑا شاعر متمّم بن نویرہ تھا۔ جس کے بھائی کو ابوبکر صدیق کے زمانے میں حضرت خالد نے غلطی سے قتل کر دیا تھا۔ اس واقعے نے اس کو اس قدر صدمہ پہنچایا تھا۔ کہ ہمیشہ رویا کرتا اور مرثیے کہا کرتا۔ جس طرف سے نکل جاتا۔ زن و مرد اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اس سے مرثیے پڑھوا کر سنتے۔ مرثیہ پڑھنے کے ساتھ خود روتا جاتا تھا اور سب کو رلاتا جاتا۔ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ تو آپ نے مرثیہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند اشعار پڑھے۔ اخیر کے شعر یہ تھے:

وکُنا کَنَدَمانی جذیمة حقبَةً
من الدّھر حتی قیل لن یتصدّعا

ایک مدت تک ہم دونوں جذیمة (ایک بادشاہ کا نام ھے) کے ندیموں کی طرح ساتھ رھے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ کہ اب یہ جدا نہ ہوں گے۔

فلمّا تفرّقنا کانی و مالکاً
لطولِ اجتّماعٍ لم نبت لیلة معاً

پھر جب ہم دونوں جدا ہو گئے۔ تو گویا ایک رات بھی ہم دونوں نے ساتھ بسر نہیں کی تھی۔

حضرت عمرؓ نے متّمم سے خطاب کر کے کہا: کہ اگر مجھ کو ایسا مرثیہ کہنا آتا۔ تو میں اپنے بھائی زیدؓ کا مرثیہ کہتا۔ اس نے کہا: امیرالمؤمنین! اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کی طرح (یعنی شہید ہوکر) مارا جاتا۔ تو میں ہرگز

اس کا ماتم نہ کرتا ۔ حضرت عمر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ متمّم نے جیسی میری تعزیت کی۔ کسی نے نہیں کی ۔

ـــــــــالفاروق (شبلی)

ـــــمجھے خوشبوئے زید آتی ہے اس سے
ہوائے یمامہ عجب جاں فزا ہے

سمع عمر بن الخطاب متمّماً اخا مالک بن نویرةَ یندب اخاہ ویقول الشعر فقال یالیتنی اقول الشعر فاندب اخی زید

ـــــــــ ابن جوزی

حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے سگے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے انتقال پر (۵۳ھ) بڑی حسرت سے یہی شعر پڑھے تھے

ل ـــ ص

۵۰ ۲۲۳ حسینهٔ تدمر ـــ زنوبیا

۵۱ ۲۲۴ ھند بنت عُتبہ :

نحن جزیناکم بیوم بدر
والحرب بعد الحرب ذاتُ سُعْر
ما کان عن عتبة لی من صبْرٍ
ولا اخی وَ عَمِّه و بَکْرِی
شَفَیتُ نفسی وقَضیتُ نذرِی
شَفَیتَ وحشی غلیلَ صدری
فُشکرُ وحشیٍ علیَّ عُمْرِی
حتی تَرِمَّ اَعظمی فی قبری

ھند بنت آثاثہ :

خَزِیتِ فی بدْرٍ و بعد بدر
یا بنت وَقّاعٍ عظیمِ الکُفْر
ونذرُکِ السّوءَ فشرُّ نَذْر

۵۲ ۲۲۵ ۱۔ ھند ۔ عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ۔

امیر معاویہ کی ماں ــــ ابوسفیان
کے همراه

۲۔ ام حکیم ــ عکرمه بن ابوجهل (عمر
بن هشام) کی بیوی ــــ شوهر کے
همراه

۳۔ فاطمه بنت ولید ــــ خالد بن
ولید کی بہن ــــ حارث بن هشام
کے همراه

۴۔ برزه ــــ مسعود ثقفی رئیس طائف
کی بیٹی ــــ صفوان بن امیه کے
همراه

۵۔ سلافه بنت سعد ــــ طلحه بن ابی
طلحه کے همراه

۶۔ رقیه | ریطه ــــ عمرو بن العاص
کی بیوی ــ شوهر کے همراه

۷۔ خُناس ــــ مصعب بن عمیر کی
ماں ــــ اپنے لڑکے ابی عزیز ابن
عمیر کے همراه

۸۔ عمره بنت علقمه

ل ـــــ ص

٥٣ ٢٢٥ نحن بناتِ طارق

نمشی علی النمارق

مشی القطی البوارق

والمسک فی المفارق

والدرر فی المخانق

ان تقبلوا نعانق

و نفرش النمارق

او تدبروا نفارق

فراقَ غیرِ وامق

٥٤ ٢٣٣ ان الّذی کان نورا یستضاء به

بکربلاء قتیل غیر مدفونِ

سبط النبی جزاک الله صالحة

عنّا وُجنّبتَ خسران الموازینِ

قد کنت لی جبلاً صعبا الوذُ بهِ

ل ـــ ص

وكنتَ تصْحَبُنا بالرّحم والدينِ
من للتيامیٰ ومن للسائلين و من
يعنى و يأوى اليه كل مسكينِ
والله لا ابتغى صهراً بُعَيد کم
حتى اغيب بين الرمل و الطين

ـــــــ رباب بنت امرئی القيس الكلبى
زوجۂ امام حسين

۵۵ ۲۳۳ كدت يوم الرحيل اقضى حياتى
ليتنى مت قبل يوم الرحيل
لا اطيق الكلام من شدة الخوف
و دمعى يسيل كل مسيل

ـــــــ عمرو بن ابى ربيعة

۵۶ ۲۳۵ ما ذا تقولون ان قال النبى لكم
ماذا فعلتم و انتم خير الامم
بعترتى و باهلى بعد مفتقدى
منهم أسارىٰ و قتلیٰ ضرّجُوا بدم

ما کان هٰذا جزائی اذ نصحت لکم
ان تخلُفونی بسوءٍ فی ذوی رَحِمی

——— بنت عقیل بن ابی طالب

٥٧ ٢٣٦ جاریه : یا سیدی فاین ما کان یظهر
لی من محبّتک ایّای ؟
عمر بن عبدالعزیز : واللہ انّ محبّتک
لباقیة کماهی ولٰکن لا حاجة لی
من النساء فقد جاءنی امر شغلنی عنک
و عن غیرک

٥٨ ٢٣٨ یالیت کان بیننا وبین الخلافة بُعد
المشرقین فواللہ ما راینا سروراً منذ
ادخلنا فیها ———

——— فاطمه زوجه عمر بن عبدالعزیز
بنت عبدالملک بن مروان

٥٩ ٢٤٢ والشعرآء یتّبعهم الغاؤن

ل ـــ ص

الم ترَ انّهُم فی کلّ وادٍ یهیمون
وَانّهم یقولون ما لا یفعلون

ـــــــ القرآن ۲۶ : ۲۲۵ - ۲۲۷

۶۰ ۲۴۵ نبی کریم ، معاذ ابن جبل عامل یمن سے : بماتقضی ؟

معاذ ـــــــ بکتاب اللہ !

نبی کریم ـــــــ فان لم تجد ؟

معاذ ـــــــ بسنۃ رسول اللہ !

نبی کریم ـــــــ وان لم تجد ؟

معاذ ـــــــ اجتھدُ برائی !